رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ
الفضل
قادیان

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار الفضل قادیان

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے ۱۹۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۴۶ | مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۲۷ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۴۶ھ | جلد ۱۵

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا کے فضل و کرم سے اچھی ہے۔

۳۰ نومبر و یکم دسمبر کی درمیانی شب کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ کی تائی صاحبہ اہلیہ مرزا غلام قادر صاحب مرحوم نے قریبًا ایک سو سال کی عمر میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون حضور نے ایک کثیر مجمع کے ساتھ باغ میں جنازہ پڑھایا۔ مرحومہ بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئیں مفصل حالات آئندہ شائع کئے جائیں گے۔

جلسہ سالانہ کا چندہ جماعتوں سے آنا شروع ہو گیا ہے چنانچہ جماعت حیدرآباد دکن نے ۱۰۰ روپیہ ارسال کیا ہے۔ اسی طرح سے جناب ملک صاحب خان صاحب نون نے ۱۰۰ (صد روپے) اور چوہدری نعمت خاں صاحب سب جج امرتسر نے ۵۰ ارسال کئے ہیں۔

جلسہ سالانہ کا روپیہ ۱۰ دسمبر تک آنا ضروری ہے۔

پروگرام جلسہ سالانہ خواتین جماعت احمدیہ ۱۹۲۷ء

وقت	مضمون	مقرر
	پہلا دن ۲۶ دسمبر بروز دوشنبہ	
	پہلا اجلاس	
۱۰ بجے سے ۱/۲ ۱۰ بجے تک	تلاوت قرآن کریم و نظم	
۱/۲ ۱۰ " " ۱/۲ ۱۱ " "	فضائل نبوی صلے اللہ علیہ وسلم	جناب مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب
۱/۲ ۱۱ " " ۱/۲ ۱۲ " "	سیرۃ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	جناب صوفی حافظ غلام محمد صاحب بی۔ اے مبلغ ملکانہ
۱/۲ ۱۲ " " ۱/۲ ۱ " "	وفات مسیح ناصری علیہ الصلوٰۃ والسلام	جناب حافظ روشن علی صاحب
	نماز ظہر و عصر ڈیڑھ بجے سے اڑھائی بجے تک	
	دوسرا اجلاس	
۱/۲ ۲ بجے سے ۳ بجے تک	اسلامی پردہ	جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

وقت	مضمون	مقرر
۳ بجے سے ۴ بجے تک	یورپ میں امم اسلامیہ کی حالت اور احمدی جماعت کا فرض	جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی
	دوسرا دن ۲۷ دسمبر بروز سہ شنبہ	
	پہلا اجلاس	
۱۰ بجے سے ۱۰½ بجے تک	تلاوت قرآن کریم و نظم	
۱۰½ " ۱۱½ " "	صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی
۱۱½ " ۱½ " "	تقریر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ	
	نماز ظہر و عصر ڈیڑھ بجے سے اڑھائی بجے تک	
	دوسرا اجلاس	
۲½ بجے سے ۳ بجے تک	رپورٹ سالانہ لجنہ اماء اللہ	سکرٹری صاحبہ لجنہ اماء اللہ
۳ " " ۳ بجکر ۲۰ منٹ	اخلاق فاضلہ	اہلیہ صاحبہ مولوی رحمت علی صاحب مبلغ سماٹرا
۳ بجکر ۲۰ منٹ سے ۴ بجے تک	رپورٹ مدرسۃ الخواتین	عزیزہ رضیہ بیگم صاحبہ پریذیڈنٹ مجلس مدرسۃ الخواتین
	تیسرا دن ۲۸ دسمبر بروز چہار شنبہ	
	پہلا اجلاس	
۱۰ بجے سے ۱۰½ بجے تک	تلاوت قرآن کریم و نظم	
۱۰½ " ۱۱½ " "	ہندوؤں کا اسلام پر حملہ اور اس کے مقابلہ کا طریق	جناب مولوی عبدالرحیم صاحب نیر مبلغ افریقہ
۱۱½ " ۱۲½ " "	مسئلہ تثلیث و کفارہ اور اس کا رد	جناب ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب مبلغ امریکہ
۱۲½ " ۱½ " "	وصیت اور اس کی ضرورت و اہمیت	جناب حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی
	نماز ظہر و عصر ڈیڑھ بجے سے اڑھائی بجے تک	
	دوسرا اجلاس	
۲½ بجے سے ۳½ بجے تک	احمدیت کا اثر مستورات پر	سکرٹری صاحبہ لجنہ اماء اللہ
۳½ " ۴ " "	چند اعتراضات کے جوابات	امۃ السلام بیگم صاحبہ سکرٹری مجلس مدرسۃ الخواتین

ناظر دعوۃ و تبلیغ

جناب مفتی محمد صادق صاحب برہمن بڑیہ میں

(تار بنام الفضل)

جناب غلام صمدانی صاحب حسب ذیل رپورٹ بذریعہ تار ارسال فرماتے ہیں:-

ڈاکٹر صادق صاحب نے احمدیہ مسجد برہمن بڑیہ کے کمپاؤنڈ میں یکم دسمبر کو دو بجے "احمدی و دیگر مسلمان" کے مضمون پر زیر صدارت امیر صاحب تھانے بنگال تقریر فرمائی۔ دوران تقریر میں آپ نے ایک خاص امتیاز بیان کرتے ہوئے کہا۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خاص فرائض میں سے ایک فرض دنیا کو علم سکھانا اور دوسرا لوگوں کو پاک کرنا تھا۔ تعلیم کے متعلق تو شریعت اسلام مکمل و مفصل موجود ہے جس میں بنی نوع انسان کے جملہ حالات کے متعلق جو کبھی ان کو پیش آ سکتے ہیں۔ رہنمائی کے لئے ہدایات موجود ہیں۔ مگر تزکیہ نفس کے لئے ہر زمانہ میں بزرگوں کی صحبت ضروری ہے۔ اور اسی لئے رسول اکرم نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آتے رہیں گے۔ ایسے مجدد چونکہ رسول کریم کے پیرو ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ خواہ کتنی بھی بلند شان رکھتے ہوں۔ ان کی آمد رسول کریم کے خاتم النبیین ہونے پر کسی طرح بھی اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ موجودہ زمانہ میں نہایت ہی معزز روحانی پیشوا حضرت احمد قادیانی ہے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عام اور خاص پیشگوئیوں کو پورا کرنے والا ہے۔ احمدیوں نے اس کو مان لیا۔ اور اس طرح رسول کریم صلعم کی ان پیشگوئیوں کو نشانہ اعتراض بننے سے بچا لیا۔ لیکن دوسرے مسلمانوں نے اس کا انکار کر دیا۔ اور اس طرح معترضین کے لئے اعتراض کا دروازہ کھول دیا۔

۴½ بجے آپ نے برہمن بڑیہ لائبریری کے احاطہ میں سیکرٹری صاحب بابو پرتاب چندر دت کے زیر صدارت "اہل بنگال کے نام پیغام" کے عنوان سے تعلیم یافتہ ہندو و مسلمانوں کے ایک کثیر مجمع میں نہایت ہی دلچسپ تقریر فرمائی۔ تلاوت قرآن کے ساتھ تقریر شروع کرتے ہوئے کہا۔ کہ ان کے نزدیک بنگال ذہنی اور دماغی ذہانت اور ترقی کا ایک نمونہ ہے۔ اس نے راجہ رام موہن رائے۔ کشیب چندر سین رابندرناتھ ٹیگور لارڈ سنہا۔ مسٹر سی۔ آر داس۔ اور سر جے۔ سی بوس جیسے عظیم الشان انسان پیدا کئے ہیں۔ اس طرح ہندوستان بنگال کی ذہانت اور اس کی دماغی قابلیت پر بجا ناز کر سکتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے جو تمام ضروریات انسانی کا مہیا کرنے والا ہے۔ اس حب الوطنی کے زمانہ میں جبکہ مادہ پرستی کا دور ہے۔ ہندوستان کو ایک قومی نبی عطا کیا ہے۔ تا کہ وہ دنیا کی روحانی ترقی کا ذریعہ ہو۔ جس طرح کہ گذشتہ زمانہ میں اس نے کرشن اور رام کو ہندوستان میں زرتشت کو ایران میں یسوع مسیح کو فلسطین میں اور کنفیوشس کو چین میں بنی نوع انسان کے روحانی ارتقاء کے لئے مبعوث کیا تھا۔ یہ نبی حضرت محمد مصطفےٰ کا پورے طور پر روحانی متبع ہے۔ اور اس کا کامل مظہر ہے۔ اس نے بتایا ہے۔ کہ مذہب کی نشر و اشاعت کے لئے جہاد بالکل ایک غلط اصول ہے جس کی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہرگز تعلیم نہیں دی آپ نے جتنی جنگیں کیں۔ وہ محض اندفاعی تھیں۔ عورتوں کی تعلیم حضرت عائشہؓ کے نمونہ پر ہونی چاہیئے جو کہ رسول کریم صلعم کی محبوب بیوی تھیں۔ موجودہ پردہ سسٹم بہت کچھ اصلاح کا محتاج ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بنی نوع انسان کی روشن خیالی میں ترقی اور روحانی صفائی کسی زندہ نبی کی مسیحائی کے سوا ناممکن ہے۔ اس لئے دنیا کے لئے حضرت احمدؑ کی اطاعت ضروری ہے۔ جس کا تمام دنیا میں جانشین اس وقت حضرت محمود ہے۔

آج رات کو مسلمان پبلک کی درخواست پر ڈاکٹر صاحب موجودہ حالات اور مسلمانوں کے فرائض کے موضوع پر زیر صدارت پروفیسر مولوی عبداللطیف صاحب تقریر فرما کر کل صبح ڈھاکہ کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ اور بوگرا جلپائیگوری وغیرہ مشہور مقامات کا دورہ کریں گے۔

(یکم نومبر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۱۶۔ دسمبر ۱۹۲۷ء

سالانہ جلسہ میں شمولیت

جماعت احمدیہ کے لئے مرکز سلسلہ میں سالانہ جلسہ کے موقعہ پر جمع ہونا ایک ایسی تقریب ہے۔ جس میں شمولیت کی خواہش اور تمنا اسی لمحہ سے احمدی مردوں اور عورتوں میں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ جبکہ وہ جلسہ کے ختم ہونے پر واپسی کے لئے رخت سفر باندھنا شروع کرتے ہیں۔ وہ ابھی قادیان میں ہی ہوتے ہیں۔ لیکن چاہتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ انہیں پھر بھی قادیان آنے اور جلسہ کے برکات سے فائدہ اٹھانے کی توفیق بخشے۔ ختم ہونے والے جلسہ کے ایمان پرور اور روح افزا نظارے ابھی ان کی آنکھوں کے سامنے ہوتے ہیں۔ کہ وہ آنے والے جلسہ کے متعلق تصور باندھ رہے ہوتے اور خدا تعالیٰ سے التجائیں کر رہے ہوتے ہیں۔ کہ اس موقعہ پر انہیں محروم نہ رہنا پڑے ٭

جن لوگوں کے اشتیاق اور وفور شوق کی یہ حالت ہو۔ اُن کی اس خوشی اور مسرت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے جو اُنہیں سالانہ جلسہ کے قریب آنے پر ہو رہی ہے اور جس میں جوں جوں دسمبر کے آخری عشرہ کے آنے میں عرصہ کم ہو رہا ہے۔ اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

دراصل چند روزہ زندگی میں خیر و برکت حاصل کرنے کے ایسے لمحے میسر آنا جیسے سالانہ جلسہ کی مبارک تقریب پر حاصل ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے خاص فضل و کرم پر ہی منحصر ہے۔ اور جسے یہ موقعہ نصیب ہو۔ اُسے حق ہے۔ کہ اپنی خوش بختی پر خوش ہو۔ اور خدا تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرے ٭

خدا تعالیٰ کی کسی نعمت کا شکر ادا کرنے کا ایک طریق یہ بھی ہے۔ کہ افضلان دوسرے لوگوں کو جو اسی کی طرح خدا کی مخلوق ہیں۔ لیکن اپنی کوتاہیوں اور غفلتوں کی وجہ سے دور پڑے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی نعمت میں شریک کرنے کی کوشش کرے اور جہاں تک اس سے ممکن ہو۔ اس نعمت کو وسعت دینے میں مصروف رہے۔

شکر نعمت کے اس پہلو کو پیش کر کے ہم پوچھنا چاہتے ہیں۔ کیا وہ احمدی عورتیں اور مرد جو سارا سال سالانہ جلسہ کی آمد کی یاد میں بڑے اشتیاق کے ساتھ بسر کرتے ہیں۔ اور جو جلسہ میں شامل ہونے کی توفیق پانا خدا کی خاص نعمت قرار دیتے ہیں۔ وہ ہر سال اور کتنے مردوں اور عورتوں میں اپنی طرح کا ہی اشتیاق اور ولولہ پیدا کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے کتنے بھاگے ہوئے بندوں کو اس کی طرف لانے کی سعی کرتے ہیں۔ اگر وہ اس بارے میں اپنی طرف سے پوری کوشش اور سعی سے کام لیتے ہیں۔ تو انہیں مبارک ہو۔ کہ وہ دوہرے اجر کے مستحق ہیں۔ ایک تو خود اس تقریب سعید میں شامل ہونے کی وجہ سے۔ اور دوسرے اوروں کو اس میں شمولیت کی تحریک کرنے کی وجہ سے۔ لیکن اگر اُنہوں نے ایسا نہیں کیا تو بہت بڑی غلطی اور کوتاہی کی۔ اور اپنے ایک نہایت اہم اور ضروری فرض کی ادائگی سے قاصر رہے۔ اب اس کا ازالہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ اس وقت سے لیکر جلسہ تک چند ایام کا جو وقفہ انہیں حاصل ہے۔ اس میں پوری سرگرمی اور تندہی سے اپنے سوا اوروں کو بھی سالانہ جلسہ پر لانے کے لئے تیار کریں۔

ہر جگہ کئی ایک احمدی ایسے ہیں۔ کہ ایک دفعہ جو شامت اعمال سے جلسہ میں شامل ہونے سے محروم ہو گئے۔ تو پھر اُن پر سستی کی تہیں جمنا شروع ہو گئیں۔ اور اب انہیں جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر اٹھانے کی ضرورت ہے۔ ایسے اصحاب کی طرف خصوصیت سے توجہ کرنی چاہیئے۔ پھر غیر از جماعت لوگوں میں سے بھی حق پسند اور صداقت جُو اصحاب کو تیار کرنا چاہیئے تاکہ وہ جماعت احمدیہ کے متعلق صحیح واقفیت پیدا کر سکیں اور اپنی آنکھوں اصل حالات دیکھ سکیں ٭

اگرچہ جلسہ سالانہ میں شامل ہونا اپنا مذہبی فرض سمجھنے والوں کے لئے اخراجات کی کمی بیشی کچھ زیادہ اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ تاہم ہماری جماعت چونکہ غربا کی جماعت ہے۔ اور سالانہ جلسہ پر آنے والوں میں سے ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہوتی ہے۔ جو بمشکل زادِ راہ کا سامان کر کے آتے ہیں اس لئے یہ بات خوشی سے سنی جائیگی کہ امسال ریلوے والوں نے کرسمس کے ایام میں کرایہ ریل میں تخفیف کر دی ہے۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے نے اس بارے میں جو اعلان کیا ہے۔ اس کی رو سے ۱۴۔ دسمبر سے حسب ذیل شرح پر واپسی کے ٹکٹ تمام ریلوے سٹیشنوں سے سو میل سے زائد سفر کرنے والوں کو ملیں گے ٭

درجہ اول و دوم ۔ ایک طرف کا پورا کرایہ اور دوسری طرف کا ایک تہائی۔

درجہ درمیانہ ایک طرف کا پورا کرایہ اور دوسری طرف کا نصف

درجہ سوم ۔ ایک طرف کا پورا کرایہ اور دوسری طرف کا ۳/۴

اگرچہ تیسرے درجہ کے کرایہ میں بہت کم تخفیف کی گئی ہے مگر یہ بھی بہت عرصہ کے بعد کی گئی ہے۔ اس سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اور جلسہ پر آنے والے اصحاب کو جن کا سفر سو میل سے زیادہ ہو۔ واپسی کے ٹکٹ خریدنے چاہئیں۔ جو ۱۴۔ جنوری ۱۹۲۸ء تک کار آمد ہونگے۔

اسی طرح ریلوے والوں نے یہ بھی اعلان کیا ہے۔ کہ تیسرے درجہ کے ۹ مسافروں تک کے لئے ایسے اسٹیشنوں پر کمرے ریزرو کرائے جا سکتے ہیں۔ جہاں سے پہلے پہل گاڑی چلے۔ جن مقامات کے احمدیوں کو یہ سہولت حاصل ہو سکے۔ اُنہیں اس سے بھی فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اس طرح مستورات اور بچوں کو سفر میں آرام اور آسانی حاصل ہو سکتی ہے جو احباب راستہ کی تکلیف کی وجہ سے بیوی بچوں کو ساتھ لانا مشکل سمجھتے ہیں۔ ان کے لئے سہولت ہوگی ٭

غرض سالانہ جلسہ پر آنے کے لئے ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہیئے اور جہاں تک ممکن ہو سکے عورتوں کو بھی لانا چاہیئے۔ ان کے جلسہ کا حسب معمول علیحدہ انتظام ہوگا۔ جس کا پروگرام اسی پرچہ میں شائع کیا جا رہا ہے ٭

ہندی "رنگیلا رسول" کے ناشر پر مقدمہ

۷۔ اکتوبر کے الفضل میں ہم نے گورنمنٹ سے مطالبہ کیا تھا۔ کہ راجپال کی فتنہ انگیز کتاب "رنگیلا رسول" کا ہندی ترجمہ شائع کرنے والے پر بھی مقدمہ دائر کیا جائے۔ کیونکہ اور تو اور جسٹس دلیپ سنگھ نے بھی باوجود راجپال کو بری کرنے کے اس کتاب کو نہایت اشتعال انگیز قرار دیا تھا اور پنجاب ہائیکورٹ کا ڈویژن بنچ یہ بات واضح کر چکا ہے۔ کہ دفعہ ۱۵۳۔ الف ایسے جرم پر صفائی کے ساتھ عائد ہوتی ہے ٭

اخبار تیج ۲۵ر نومبر سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ایک شخص پنڈت ستیہ پریہ پر "رنگیلا رسول" کا ہندی ترجمہ شائع کرنے کی وجہ سے بمبئی میں مقدمہ چلایا جا رہا ہے۔ سی۔ آئی۔ ڈی۔ کی تحقیقات سے پتہ لگا ہے کہ ملزم نے یہ کتاب پریس میں امر سنگھ کے فرضی نام سے چھپوائی تھی۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ کتاب چھپوانے والے کے ساتھ ہی جس

مجرموں کے خلاف آواز

دہلی میں عبد الرشید کے جنازے پر جو ہنگامہ و فساد ہُوا۔ اور مسلمانوں نے عبد الرشید کی لاش کو اس کے اعزہ سے چھین کر بازاروں میں اس کا جلوس نکالا۔ مولانا محمد علی صاحب اس کو ایک غلطی اور اسلامی روایات کے خلاف قرار دیتے ہوئے یہاں تک لکھتے ہیں۔ کہ

"مسلمان اس (ہندوؤں کے نقصان) کا معاوضہ ادا کریں۔ اور مسلمان مجرم اپنے جرائم کا اقبال کریں"۔ دیر کاش (۲۷ نومبر) اور پرکاش ان الفاظ کو شایع کر کے یہ ثابت کرنا چاہتا ہے۔ کہ مولانا محمد علی صاحب کی نظر میں بھی مسلمان قصور دار ہیں۔ اس امر کے متعلق تو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ کہ مولوی صاحب کا یہ خیال درست ہے۔ یا نہیں مگر اس کا اظہار اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ مسلمان لیڈروں میں جرأت اور صاف گوئی کا وہ مادہ موجود ہے۔ جو ہندو لیڈروں میں بالکل نظر نہیں آتا۔ ابھی پچھلے دنوں گڈھ مکتیشر میں ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں کو جو نقصان عظیم پہونچایا گیا۔ اور جس طرح ان کو برباد و تباہ کیا گیا۔ شرافت اور دیانتداری کا تقاضا تھا۔ کہ ہندو عمائد و جرائد اس کی پُرزور طریقہ سے مذمت کرتے۔ اور ان بیکس و غریب مسلمانوں کی مدد کی تحریک کرتے۔ جو اس ہنگامہ میں سنگھٹنی جفاؤں کا تختۂ مشق بنے ہیں۔ مگر ایسا کرنے کی بجائے ہندو لیڈر فساد کی تمام ذمہ داری غریب مسلمانوں کے سر تھوپ رہے ہیں جب تک مجرموں کی اس طرح حمایت کی جائیگی۔ اس وقت تک فسادات کا بند ہونا ناممکن ہے۔ کاش! ہندوؤں میں بھی اپنی قوم کے غلط کار لوگوں کے خلاف آواز اُٹھانے کی جرأت پیدا ہو +

"ستیارتھ پرکاش" دس زبانوں میں

مسلمان اگر اس مقدس و مطہر اور مطابق فطرت تعلیم کو دوسرے لوگوں تک پہونچانے کی کوشش کرتے۔ جو قرآن کریم میں پائی جاتی ہے۔ تو آج ملک میں قلیل التعداد ہونے کی وجہ سے اُن کو تکالیف اور مشکلات کا جو سامنا ہے۔ اس کی کبھی نوبت نہ آتی۔ آریہ سماج ستیارتھ پرکاش کو خدا کی طرف سے نازل شدہ کتاب نہیں سمجھتی۔ اور آریوں کے اپنے نزدیک اس کی پوزیشن اس سے بخوبی ظاہر ہے۔ کہ وہ خود اس کی بہت سی باتوں پر عمل نہیں کرتے۔ اور ان کے خلاف چلتے ہیں مگر بایں ہمہ جیسا کہ اخبار پرکاش (۲۷ نومبر) سے معلوم ہوتا ہے کہ آریہ سماج اس کتاب کو اس وقت تک دس مختلف زبانوں میں شایع کر چکی ہے۔ آریہ سماج کے زمانۂ پیدائش کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی یہ سرگرمی مسلمانوں کے لئے بہت ہی سبق آموز ہے۔ مسلمان اس بات پر ایمان رکھتے ہیں۔ کہ قرآن کریم تمام دنیا کی ہدایت کے لیے ہے۔ اور اس کی تبلیغ مسلمانوں پر فرض ہے۔ مگر افسوس کا مقام ہے۔ کہ انہوں نے اس قدر طویل عرصہ میں اس بات کا انتظام نہیں کیا۔ کہ ہر قوم اور ملک اس سے مستفید ہو سکے۔ جماعت احمدیہ نے اس فرض کا احساس کرتے ہوئے اس اہم مقصد کی طرف قدم اٹھایا ہے۔ اور انگریزی اور گورمکھی میں قرآن مجید کے ترجمہ کا انتظام کیا ہے۔ ضرورت ہے۔ کہ دیگر اسلامی فرقے بھی اس طرف متوجہ ہوں۔ تا تمام زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ شایع ہو سکے +

گاندھی جی کا بیوی کو ماں کہنا

اخبار ہمدرد (۲۲ نومبر) میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ

"مہاتما گاندھی جی نے مٹال (سیلون) کے ایک عام جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ لوگ بیوی کو ماں قرار دینے میں غلطی کرتے ہیں۔ لیکن میرے معاملہ میں یہ غلطی نہ صرف قابل معافی ہے۔ بلکہ پسندیدہ ہے۔ کیونکہ مسز گاندھی آپس کی رضامندی سے۔ اب میری بیوی نہیں ہے اور چونکہ عرصہ دراز سے زناشوئی کے تعلقات منقطع ہو چکے ہیں۔ اس لئے اب وہ میری ماں۔ دوست۔ دایہ۔ باورچی۔ خدمتگار اور سب کچھ ہیں"

بیوی اور ماں میں جو بعد المشرقین ہے۔ وہ ہر انسان جانتا ہے۔ اور کوئی انسانی عقل "عرصہ دراز سے زناشوئی کے تعلقات منقطع ہو جانے" کی وجہ سے بیوی کو ماں قرار دینے کے لئے تیار نہیں ہو سکتی۔ لیکن گاندھی جی اس تغیر کو اپنے لئے پسندیدہ قرار دے کر کھلے بندوں بیوی کو ماں بتا رہے ہیں +

معلوم ہوتا ہے۔ گاندھی جی نے اپنے دھرم میں "بیوی" کی کوئی قابل عزت پوزیشن نہ پا کر اس کا ازالہ "ماں" بنا کر کرنا چاہا ہے۔ ورنہ اگر ہندو دھرم میں "بیوی" کا مرتبہ بھی کوئی قابل توقیر مرتبہ ہوتا۔ تو گاندھی جی کو اظہار تعظیم و تکریم کے لئے اپنی بیوی کو ماں بنانے کی ضرورت نہ پیش آتی۔ لیکن افسوس یہ ہے۔ کہ انہیں اس خدشے کا احساس نہیں ہوا۔ جو بیوی اور ماں کے قدرتی تفاوت کے اڑا دینے سے پیدا ہو سکتا ہے۔ اگر ایک بیوی جس سے سالہا سال تعلقات زناشوئی رہے ہوں۔ اور جس سے کئی بچے پیدا ہو چکے ہوں۔ صرف منہ سے کہہ دینے پر ماں بن سکتی ہے۔ تو پھر یہ نتیجہ بھی نکل سکتا ہے۔ کہ حد سے بڑھے ہوئے نفس پرست انسان ماں کو بیوی بنا لینے سے دریغ نہ کریں +

اسی قسم کی برائی اور بد کرداری کو روکنے کیلئے اسلام نے بیوی کو ماں یا اور محرمات کا نام دینے کی سخت ممانعت کی ہے۔ ہندو دھرم میں بھی اگر اس قسم کی کوئی ممانعت ہوتی۔ تو گاندھی جی کو ضرور اس کا لحاظ رکھنا پڑتا +

آریہ اور نو آریہ

پچھلے دنوں نو آریوں نے آریوں سے مساوی حقوق حاصل کرنے کے لئے جب کانفرنس کرنے کا اعلان کیا۔ تو آریوں میں اُن کے خلاف سخت جوش پیدا ہو گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ نو آریوں کی کانفرنس تو ہوئی۔ مگر جس غرض کے لئے اس کا انعقاد قرار پایا تھا وہ بالکل طاق فراموشی میں رکھ دی گئی۔ اور خالی باتوں سے اپنے دل کو تسلی دینے کی کوشش کی گئی۔ چنانچہ نو آریہ کانفرنس کے روح رواں پنڈت شانتی سروپ نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"بہت سے لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ جن کو شدھ کیا جاتا ہے۔ اُنہیں کتے کی طرح سمجھا جاتا ہے لیکن میں کہتا ہوں۔ کہ بہت سی کمزوریاں مسلمانوں کے اندر بھی موجود ہیں۔ اگر واقعی کوئی آریہ سماجی کسی سے بدظنی کا اظہار کرتا ہے۔ تو مسلمانوں میں بھی اکثر ایسے واقعات دیکھنے میں آتے ہیں"

اوّل تو یہ بات غلط ہے۔ کہ مسلمانوں میں نومسلموں سے ایسا سلوک کیا جاتا ہے۔ جیسا آریہ مرتدوں سے کرتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ یہ غلط بیانی نو آریوں کو کیا فائدہ دے سکتی ہے۔ "انہیں کتے کی طرح سمجھا جاتا ہے"۔ کا کوئی انتظام ہونا چاہیئے۔ جس کی تردید شانتی سروپ صاحب نے بھی نہیں کی۔ نہ کہ نومسلموں کے ساتھ مسلمانوں کے وہمی اور فرضی سلوک سے اپنے دل کو تسلی دے لینی چاہیئے +

حقیقت یہ ہے۔ کہ نو آریوں کو وہ دن دیکھنا کبھی نصیب ہی نہ ہو گا۔ جب ہندو اُنہیں اپنے جیسا انسان قرار دیں گے +

امریکہ میں ہندوستانی

سیلون میں جناب مفتی محمد صادق صاحب کا لیکچر

مذکورہ بالا موضوع پر جناب ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب نے جو لیکچر سنٹرل وائی ایم - بی - اے سیلون میں دیا - اس کا ترجمہ سیلون انڈیپنڈنٹ سے ناظرین الفضل کے لئے درج کیا جاتا ہے - اخبار مذکور لکھتا ہے -

ڈاکٹر صادق نے اپنا لیکچر تلاوت قرآن کے ساتھ شروع کیا - اور کہا - وہ سیلون کو بھی ہندوستان کا حصہ سمجھتا ہے - چنانچہ نیویارک میں جب کبھی اس کو وطنی کھانا کھانے کا شوق ہوتا تھا - تو وہ ایک رسٹورنٹ میں جاتا تھا - جو ایک سیلونی چلا رہا تھا -

امریکہ میں دو قسم کے انڈین ہیں - ایک ”ریڈ انڈین“ جو وہاں کے قدیم باشندے ہیں - اور جن کی تعداد اس وقت نہایت ہی قلیل ہے - تاہم ان کے سرداروں کو ابھی تک وہاں مراعات حاصل ہیں - اور وہ بغیر کرایہ کے ریل میں سفر کر سکتے ہیں - اور پریذیڈنٹ کے انتخاب میں ان کی رضامندی بھی ضروری سمجھی جاتی ہے - دوسرے ہندوستانی جن کو وہاں ”ایسٹ انڈین“ کہا جاتا ہے - ہندوستانی لوگ چھ اقسام میں منقسم ہو سکتے ہیں -

(۱) جہاز ران (۲) زراعت پیشہ (۳) تاجر (۴) طلباء (۵) مختلف مذہبی مبلغ (۶) رُمّال اور نیم حکیم

یہ جملہ اقسام کے لوگ ان ایام میں وہاں داخل ہو گئے تھے - جب آج کی طرح داخلہ کے لئے سخت پابندیاں نہ تھیں - پہلی بات جو داخلہ کے وقت ہر مزدور اور غریب آدمی کے ذہن میں آتی ہے - وہ برادرانہ اور مشفقانہ سلوک ہے - امریکہ میں ایک معزز ہے - تمام ہندوستانی مزدور جو زبان کی عدم واقفیت سے اپنے خیالات بھی ظاہر نہیں کر سکتے - ان کو بھی وہاں کے کارخانوں میں ملازمتیں مل جاتی ہیں - اور ان کی اجرت کم از کم دو ڈالر یومیہ ہوتی ہے - مگر بدقسمتی سے وہ جو کچھ کماتے ہیں - شراب خوری میں برباد کر دیتے ہیں - ہندوستانی جب امریکہ میں ملتے ہیں - تو چھوت چھات ترک کر دیتے ہیں - وہ اکٹھے بیٹھ کر سب اشیاء کھا لیتے ہیں - ہندو بسا اوقات گائے کا گوشت کھاتے ہیں - ان میں سے ایک نے میرے سوال پر کہا - کہ صرف ہندوستانی گائے کو کھانا ان کے ہاں ممنوع ہے - مسلمانوں کی حالت بہت بہتر ہے - اور وہ امریکہ میں بھی سُور نہیں کھاتے - زراعت پیشہ لوگ اخلاقی اور اقتصادی حالت میں جہاز رانوں سے بہت بہتر ہیں - تاجر زیادہ تہذیب یافتہ ہیں - اور ان کا طرز معاشرت بالکل امریکن کی طرح ہے - طلباء مختلف کالج اور یونیورسٹیز میں ہیں - موسمی تعطیلات میں وہ ملازمتیں کر کے اپنے اخراجات کے لئے کافی کما لیتے ہیں - یونیورسٹیز ہمیشہ طلباء کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے میں مدد کرتی ہیں - طلباء کی حالت وہاں اچھی ہے - اور یہ بہت قابل تعریف امر ہے - کہ وہ آپ اپنی مدد کرتے ہیں - مختلف کلبوں میں ان کو ہندوستان پر تقریر کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے -

مشنریوں کے لئے وہاں کوئی پابندی نہیں - اور وہ ملک میں آزادانہ طور پر داخل ہو سکتے ہیں - مجھے گو کچھ دقتیں داخلہ کے وقت پیش آئیں - مگر داخلہ کے بعد چار سال نہایت عمدگی سے بسر ہوئے - میرے ساتھ بہت عمدہ برتاؤ کیا جاتا تھا - کئی ایک سوسائیٹیاں مجھے اسلام اور دیگر مشرقی مذاہب پر لیکچروں کے لئے مدعو کرتی تھیں - امریکن پبلک عام طور پر دوسرے مذاہب کے متعلق لیکچر سننا پسند کرتی ہے - مجھے ان کے سامنے کرشن - رام - اور بدھ پر بھی تقریریں کرنے کا موقع ملتا رہا - حضرت احمدؑ کی تعلیمات کی رو سے ہم تمام دوسرے مذاہب کے بانیوں کی عزت کرتے ہیں - ہمیں سکھایا گیا ہے کہ خدا تعالےٰ نے تمام ملکوں میں رسول بھیجے ہیں - نیویارک میں ایک بدھسٹ سوسائٹی بھی تھی - مگر اس کا دائرہ عمل بہت محدود تھا -

خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ رُمّال اور نیم حکیم وہاں زیادہ تعداد میں نہیں ہیں - اکثر یہ لوگ ہندوستان کی شہرت کو سخت صدمہ پہنچاتے ہیں - یہ لوگ بسا اوقات گرفتار بلا ہو کر عدالتوں میں خراب ہوتے ہیں - میرے اپنے ملک کا ایک سکھ وہاں تھا - جو مشہور ڈاکٹروں میں شمار کیا جاتا تھا - حالانکہ وراصل وہ دوائی وغیرہ کچھ نہیں جانتا تھا اس کو امریکن بیوی بھی مل گئی تھی - اور یہ سب کچھ اس کو ایک ہندوستانی بوٹی کے ذریعہ حاصل ہوا تھا - جو بطور جلاب استعمال کی جاتی ہے -

آخر میں ڈاکٹر صادق نے کہا - ہندوستانیوں کو غیر ممالک میں اپنے واجبی حقوق کے حصول کے لئے سخت جدوجہد کی ضرورت ہے - لیکچرار کے لئے شکریہ کا ووٹ پاس ہونے کے بعد جلسہ ختم ہوا ؃

مسئلہ تناسخ

ملک غلام فرید صاحب ایم - اے احمدی مشنری مقیم لندن نے مذکورہ بالا عنوان سے ایک مضمون لندن کے ایک اخبار ”سپیکٹیٹر“ ۵ نومبر میں شائع کروایا ہے - اس کا ترجمہ ناظرین الفضل کے استفادہ کی غرض سے درج ذیل ہے -

انسانی زندگی میں اختلاف اور اس میں بے شمار نشیب و فراز کا وجود ایک ایسا معمہ ہے جس کو آج تک عقل انسانی حل نہیں کر سکی - ہندو لوگ انسانی حالات میں تفاوت کو سابقہ زندگی کا نتیجہ قرار دیتے ہیں - چنانچہ مسٹر چیتر ویدی نے جو خط ۲۲ر اکتوبر کے ”سپیکٹیٹر“ میں شائع کیا ہے - اس میں وہ بیان کرتے ہیں -

ایک انسان کا ناقص العقل اور غریب ہونا اور دوسرے کا مالدار اور دانشمند ہونا ان کے سابقہ اعمال کے نتیجہ میں ہے - مگر اس تھیوری پر مندرجہ ذیل اعتراضات ہیں : -

(۱) یہ کہنا کہ چونکہ ہمیں علم نہیں کہ انسانی حالات میں اس قدر تفاوت کیوں ہے - اس لئے تفاوت کا ہونا کسی سابقہ زندگی پر دلالت کرتا ہے - بالکل کمزور دلیل ہے -

(۲) اس کی کیا وجہ ہے - کہ جن لوگوں کو اس زندگی میں گذشتہ زندگی کے اعمال کی سزا دی جاتی ہے - ان کو اپنے جرائم سے محض ناواقف رکھا جاتا ہے - اور اس طرح احتمال ہے کہ وہ دوبارہ انہی جرائم کا اعادہ کریں -

(۳) انسانی حالات میں تفاوت اگر کسی سابقہ زندگی پر دلالت کرتا ہے - تو غیر جاندار اشیاء میں اختلاف کی کیا وجہ ہے -

(۴) اگر اس زندگی کی مشکلات سابقہ اعمال کے نتائج ہیں - تو ایسا عقیدہ رکھنے والے ان مصائب کے متعلق جو یسوع مسیح نے مصلوب ہونے میں حضرت رام نے جلاوطنی میں حضرت محمد مصطفےٰ نے ہجرت میں - حضرت یوسفؑ نے زندان میں - حضرت موسیٰؑ نے باغی مشتہر ہونے میں - زرتشت نے اپنی موت اپنے دشمن آرہ جسپ کے ہاتھوں واقع ہونے میں اٹھائیں - کیا کہیں گے ؟ یہ نہایت ہی تعجب خیز ہوگا - اگر انسانیت کے یہ بلند پایہ معلمین سابقہ زندگی میں بُرے افعال کے مرتکب سمجھے جائیں -

(۵) انسانی زندگی کا اصل مقصد نجات ہے - اور یہ ایک قلبی کیفیت کا نام ہے - جس کے حصول کے لئے ایک درویش کو اپنے جھونپڑے میں اور ایک شاہنشاہ

کے لئے تخت پر ایک جیسے مواقع مل سکتے ہیں۔ اس لئے ان لوگوں کا خیال غلط ہے۔ جو اس کو جسمانی آرام اور مادی فوائد کے معیار پر پرکھتے ہیں۔

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ہندوستان میں ایسے بچے ملتے ہیں۔ جو سابقہ زندگی کے واقعات جانتے ہیں۔ مگر صرف ہندوؤں میں ایسی چند ایک مثالوں کا وجود سابقہ زندگی کی صداقت کے لئے قطعی دلیل نہیں ہو سکتا۔ جبکہ تمام غیر ہندو دنیا میں اس قسم کی ایک بھی مثال نظر نہیں آتی۔ گوتم بدھ اور کرشن کی زندگیوں کے حالات اس قدر دھندلے ہیں۔ کہ وہ اس معمہ کی عقدہ کشائی میں کوئی مدد نہیں دے سکتے۔ مسٹر ایون ونٹر نے کہا ہے کہ جس طرح ہم بچپن کے حالات یاد نہیں رکھ سکتے۔ اسی طرح سابقہ زندگی کے واقعات بھی بھول جاتے ہیں۔ مگر صاف ظاہر ہے۔ کہ ان دونوں باتوں میں کوئی بھی مشابہت نہیں۔

بھگوت گیتا کے اشعار جن کی میں بھی ویسے ہی عزت کرتا ہوں۔ جس طرح کہ مسٹر چترویدی کرتے ہیں۔ صرف یہ مطلب ہے۔ کہ جب دنیا میں سچائی اور دینداری مفقود ہو جاتی ہے۔ اور جھوٹ اور دغابازی کا دور دورہ ہو جاتا ہے۔ تو خدا کے فرستادہ دنیا میں بھیجے جاتے ہیں۔ تاکہ وہ سچائی کی حفاظت کریں۔ اور بدکاروں کو ہلاک کر دیں۔ یہ روحانی مرسل چونکہ زمین پر خلیفۃ اللہ ہوتے ہیں۔ اس لئے ان میں خدائی صفات منعکس ہوتی ہیں۔ لہذا ان کے ظہور کو تمام آسمانی صحف میں ظہور الٰہی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور بھگوت گیتا کی اس میں کوئی تخصیص نہیں۔ نیا اور پرانا عہد نامہ ژندا وستا اور قرآن کریم میں بھی ایسی امثلہ پائی جاتی ہیں۔

مسٹر ایون ونٹر نے جن آیات کے حوالے نئے عہد نامہ سے دئے ہیں۔ وہ ان کی مؤید نہیں۔ ان آیات میں یسوع مسیح نے اس زندگی کے بعد دوسری زندگی کا ذکر کیا ہے۔ نہ کہ اس سے پہلے کی زندگی کا۔

اسی طرح مسٹر اناگاریکا دھرمپال نے جو آرٹیکل مذکورہ بالا عنوان سے شائع کیا ہے۔ اس میں انہوں نے کئی ایک متضاد باتیں لکھی ہیں۔ مثلاً ایک جگہ وہ لکھتے ہیں۔ کہ انسان اپنے سابقہ اعمال کی جزا سزا بھگتتے ہیں۔ اور دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ کہ یسوع مسیح کو (بغیر کسی جرم کے) اپنی آسمانی فرودگاہ سے دنیا کی طرف بھیجا گیا۔

اسی طرح وہ لکھتے ہیں۔ کہ انسان بھی خدا کی طرح ابدی اور آزاد خود مختار ہے۔ اور پھر ساتھ ہی یہ لکھتے ہیں کہ خدا اچھے آدمیوں کی مدد کرتا ہے۔ اور بُروں کو عذاب

جماعت احمدیہ کی مالی تنگی کو دور کرنے کے ذرائع

تقریر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

"سلسلہ کی آمد میں آج تک ایک خطرناک نقص رہا ہے۔ اور میں اس کا مخالف ہوں۔ اور اب بھی ہوں اور میری یہ رائے کبھی نہیں بدل سکتی۔ کہ وصیت کے معاملہ کو غلط طور پر سمجھا گیا ہے۔ جن لوگوں کی جائدادیں نہیں تھیں۔ وہ وصیتیں کرتے چلے گئے ہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصیت کو مالی قربانی قرار دیا ہے۔ مگر ساٹھ فیصدی وصیتیں ایسی نکلیں گی کہ عام لوگ شب برات اور محرم میں جتنا خرچ کرتے ہیں اس سے بھی کم انہوں نے وصیت میں دیا ہوگا۔ میں اس کی ہمیشہ مخالفت کرتا رہا ہوں۔ اور میں سمجھ نہیں سکتا۔ کہ میری یہ رائے کبھی بدل سکتی ہے۔ کہ ایسے لوگوں کو ایک جگہ جمع کرنا حضرت مسیح موعودؑ کے مد نظر نہ تھا۔ میرے نزدیک ہر وہ جائداد جس سے کسی کا گزارہ نہیں چلتا۔ اس کی اگر وصیت کر دی ہے۔ تو وہ وصیت نہیں ہے۔ اس لئے میں نے کارکنوں کو توجہ دلائی ہے۔ کہ اس قسم کی وصیتیں فضول ہیں۔ ان حالات میں چونکہ صاحب جائداد لوگوں نے وصیتیں کرنی چھوڑ دی ہیں۔ اس لئے آمدنی کی کمی ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ وصایا موت کے وقت نہ کرنی چاہئیں اس وقت تو ہر شخص کر دیگا۔ وصیت شوق سے اس وقت کرنی چاہئیے۔ جبکہ سامنے موت کا خوف نہ ہو۔

(۳) وصایا کرنے کی تحریک کرنی چاہئیے۔ ایک دفعہ میں نے دیکھا تھا۔ کہ ایک آدمی کو دو تین آدمی یہ کہکر وصیت کرنے کیلئے مجبور کر رہے تھے۔ کہ اگر نہ کرو گے۔ تو منافق ہو گے۔ اس پر میں نے منع کیا تھا۔ کہ اس طرح مجبور نہیں کرنا چاہئیے۔ نہ یہ کہ تحریک ہی نہیں کرنی چاہئیے۔ ہماری جماعت میں ایسے لوگ موجود ہیں کہ اگر ان سے وصیتیں کرائی جائیں۔ تو انہیں سے کم از کم ایک کروڑ روپیہ وصول ہو سکتا ہے۔ میں نے جماعت کے مال کا اندازہ لگایا تو دیکھا کہ پنجاب کے تین ضلعوں منٹگمری۔ لائل پور۔ اور سرگودھا کے احمدی اگر اپنی جائداد کے دسویں حصہ کی وصیت کریں۔ تو دس لاکھ اور اگر زیادہ وصیت کریں تو ۳۰ لاکھ تک رقم مل سکتی ہے اور سارے ہندوستان میں جماعت کی جائداد کا اندازہ لگایا جائے تو کم از کم دس کروڑ کی ہوگی۔ جس میں سے ایک کروڑ مل سکتی ہے۔ جن لوگوں کی جائدادیں نہیں۔ ان کی ماہوار آمدنی وصیت میں رکھی گئی ہے۔ اور خواہ کوئی کتنی قلیل تنخواہ کا ملازم ہو۔ اگر وہ اس تنخواہ کا دسواں حصہ دیتا ہے۔ تو واقعی قربانی کرتا ہے اس طرح تین لاکھ کے قریب آمد ہو سکتی ہے۔ پھر ان لوگوں کو چھوڑ کر جن کی کوئی آمد نہیں یا جائداد نہیں۔ وہ تبلیغ میں کوشش کریں۔ تو یہی خدمت ان کی طرف سے وصیت میں سمجھی جا سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے۔ کثرت سے مال آئینگے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں۔ نہیں آئے۔ وجہ یہ کہ وصیتوں کے متعلق غلط راستہ اختیار کر لیا گیا ہے۔ دراصل ایسے رنگ میں اسکی تعمیل ہونی چاہئیے۔ کہ وہ لوگ ایک جگہ جمع ہوں۔ جو واقعہ میں قربانی کرنے والے ہوں۔ اور اس کے لئے جائدادیں رکھنے والوں کو عام تحریک کرتے رہنا چاہئیے۔"

نوٹ:۔ ضروری ہے کہ تمام جماعتیں اپنے میں سے کسی موزوں دوست کو تحریک وصیت کو کامیاب بنانے کے لئے انتخاب کر کے دفتر مقبرہ بہشتی میں جلد اطلاع دیں۔ اور جو احباب اس تحریک وصیت کو جو دراصل خدا تعالےٰ کی طرف سے تحریک ہے۔ کامیاب بنانے کے لئے کوشش کریں گے۔ اُن کے اسماء گرامی شکریہ کے ساتھ شائع ہوتے رہیں گے۔ اس وقت میں جماعت پشاور اور لوکل جماعت احمدیہ قادیان اور جماعت ہائے دلینڈی کا خصوصیت سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کیونکہ ان جماعتوں نے تحریک وصیت کو کامیاب بنانے کے لئے بہت بڑی کوشش کی ہے احباب جماعت کے کثیر حصہ سے وصیتیں کرائی ہیں۔ نیز ساتھ ہی انجمنہائے ضلع منٹگمری ضلع لائل پور ضلع سرگودھا اور سیالکوٹ کو بالخصوص توجہ کرنی چاہئیے۔ کیونکہ حضرت اولوالعزم ایدہ اللہ بنصرہ نے ان اضلاع کے احمدیوں کو خصوصیت کے ساتھ توجہ دلائی ہے۔

خاکسار بشیر علی عفا اللہ عنہ
ناظر مقبرہ بہشتی صدر انجمن احمدیہ قادیان

جناب مفتی محمد صادق صاحب کلکتہ میں

چوہدری مظفر الدین صاحب بی۔اے۔ کلکتہ سے بذریعہ تار حسب ذیل رپورٹ بھیجتے ہیں:۔

ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب ۲۳ نومبر کو وارد کلکتہ ہوئے۔ جماعت احمدیہ اور دیگر عقیدت مند دوستوں نے سٹیشن پر آپ کا پُرتپاک خیر مقدم کیا۔ ۲۴ نومبر کو آپ نے مسلم انسٹی ٹیوٹ ہال میں زیر صدارت شمس العلماء مسٹر کمال الدین احمد صاحب ایم۔اے تعلیم یافتہ مسلمانوں کے ایک کثیر مجمع کے سامنے اپنے تجربات امریکہ بیان کئے۔ صاحب صدر نے اپنی افتتاحی تقریر میں جناب مفتی صاحب کو اپنا واقف اور دوست بیان کرتے ہوئے کہا۔ یورپ کے نومسلم اور دیگر عیسائی اُن کے اردگرد اس طرح ایستادہ ہوتے تھے۔ گویا وہ دیوتاؤں کی طرح اُن کی پرستش کرتے ہیں۔ دعائے استخارہ اور رویائے صادقہ کا ذکر کرنے کے بعد جناب مفتی صاحب نے بتایا۔ کہ کس طرح ان کو پہلے چھ ہفتہ امریکہ میں بطور نظر بند بسر کرنے پڑے۔ جہاں انہوں نے ۱۵ نفوس کو داخل اسلام کر لیا تھا۔

بعد ازاں ان کو ملک میں داخل ہو کر تبلیغ کی اجازت دے دی گئی تھی آپ نے کہا۔ امریکن بہت کشادہ دل واقعہ ہوئے ہیں۔ اور ان میں جذبہ اخوت کی فراوانی ہے ہر جگہ ان کی آؤ بھگت ہوتی تھی۔ اور ان کو آزادانہ اپنے خیالات کے اظہار کی اجازت تھی۔

امریکن ہندوستان اور خصوصاً ہندوستانی مسلمانوں کے متعلق بہت بُرے خیالات رکھتے تھے۔ اور ان کے معلومات کی بنیاد عیسائی مشنریوں کی متعصبانہ تصانیف پر ہے اس کے متعلق جناب مفتی صاحب نے عام مسلمانوں سے پرزور اپیل کی۔ کہ وہ تبلیغ اسلام کے لئے امریکہ جائیں۔ اور اسلام کے متعلق جو غلط فہمیاں ہیں۔ ان کو دور کریں۔ اگر مناسب آدمی وہاں جا کر تبلیغ کریں۔ تو امریکہ میں اسلام بہت سرعت سے پھیل سکتا ہے۔ اسی دوران میں آپ نے بتایا۔ کہ اسلام کا صحیح مفہوم جو میں نے اپنے آقا احمد قادیانی سے سیکھا ہے امریکہ میں بہت مقبول ہوا ہے۔ میں نے ہزاروں کو مسلمان بنایا۔ اور اپنے چارسالہ قیام میں دو مساجد تعمیر کرائیں۔ آپ نے فرمایا۔ یسوع مسیح۔ رام۔ کرشن تمام خدا کے فرستادہ تھے۔ جو مختلف زمانوں اور مختلف مقامات پر بنی نوع انسان کے روحانی ارتقاء کے لئے مبعوث کئے گئے تھے۔ اور ان سے بڑھکر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جن پر آخری شریعت نازل ہوئی۔ احمد قادیانی موجودہ زمانہ کے مصلح ہیں۔ جن کو قبول کرنے کی وجہ سے مجھے امریکہ جیسے دور دراز ملک میں صلح و آشتی کا پیغام لیکر جانے کی خداتعالےٰ نے توفیق بخشی۔

آپ نے کہا۔ امریکہ کے طلباء اپنا تعلیمی کورس ختم کرنے کے بعد سرکاری ملازمتوں کے پیچھے نہیں پھرتے۔ بلکہ کارخانوں میں جا کر عملی تجربہ حاصل کرتے ہیں۔ آپ نے بتایا کہ امریکہ کی خوشحالی کا زیادہ تر سبب یہی ہے۔ کہ وہاں مزدوروں کو کافی معاوضہ ملتا ہے۔ امریکن نومسلم بھی چندوں سے میری مدد کرتے تھے۔ اور وہ بہت مخلص ہیں۔ حاضرین نے لیکچر کو نہایت دلچسپی سے سنا۔ اور شکریہ کا ووٹ پاس کرنے کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

سکرٹری صاحب مسلم انسٹی ٹیوٹ نے جو اس جلسہ کے بانی تھے۔ اپنی مختصر تقریر میں بنگال کے لوگوں سے اپیل کی۔ کہ وہ رواداری سے کام لیتے ہوئے قابل مقرر کے لیکچر سنیں ۲۵ کو مفتی صاحب نے اپنا دوسرا لیکچر "بنگال کے نام پیغام" کے عنوان سے زیر صدارت سر دیوا پرشاد اسبر بدھیکاری سی آئی ای البرٹ ہال میں ہندو و مسلمانوں کے مجمع عظیم کے سامنے دیا پریزیڈنٹ صاحب نے مفتی صاحب کو اسلام کا کامیاب مبلغ یعنی صلح و آشتی کا پیغامبر کے الفاظ سے انٹروڈیوس کرایا۔

ڈاکٹر صادق صاحب نے تقریر میں کہا۔ اب جبکہ نیشنل گورنمنٹ اور دیگر حقوق کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ یہ ایک قدرتی امر ہے۔ کہ ایک "نیشنل پرافٹ" کی امید بھی رکھی جائے (اس پر حاضرین نے تالیاں بجائیں) آپ نے بتایا۔ کہ ایسا نبی احمد قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ ہے جو کہ دنیا کے لئے امن اور سلامتی کا پیغام لائے ہیں۔ اور جن کی کوشش تھی۔ کہ روشن خیال انسانوں کی ایک جماعت تیار کریں۔ جو خالق کی منشا کے مطابق چلے۔

فرقہ دارانہ کشیدگی کے متعلق آپ نے کہا۔ جب تک مختلف جماعتیں قائم ہیں۔ کلی اتحاد کا خیال بھی نہیں کیا جا سکتا مگر خوشگوار تعلق پیدا کرنے اور ملک میں امن و امان قائم کرنے کیلئے سب کو متحد ہو کر باہمی منافرت کے خیالات دور کر دینا چاہئیں۔ جناب مفتی صاحب نے تالیوں کے شور میں پُرزور الفاظ میں حاضرین سے اپیل کی کہ وہ نیشنل پرافٹ احمد قادیانی کی تعلیم کو مان لیں۔ اور اس طرح ایک ہی مذہب کے جھنڈے تلے جمع ہو کر تمام اختلافات دور کر دیں۔ جو کہ ہندوستان کا نبی موجودہ زمانہ میں دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ شکریہ کا ووٹ پاس کرنے کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

چندر نگر ایک فرنچ کالونی ہے۔ وہاں کی پبلک لائبریری کے سیکرٹری صاحب نے جناب ڈاکٹر صادق کو لیکچر کے لئے دعوت دی تھی۔ اور آپ نے ۲۶ نومبر بروز ہفتہ سرکردہ لوگوں کے سامنے "مشرق و مغرب" کے عنوان سے تقریر فرمائی۔ بابو چارن چرن رائے صاحب صدر جلسہ تھے۔ دوران تقریر میں فاضل لیکچرار نے بیان کیا۔ کہ اسلام میں مشرق و مغرب کا کوئی امتیاز نہیں۔ یہ صرف نسبتی الفاظ ہیں۔ اور ان سے بنی نوع انسان میں کوئی مغائرت مراد نہیں مسلمان کعبہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی طرف چاروں طرف منہ کرتے ہیں۔ آگے چلکر آپ نے فرمایا مغرب مشرق سے آرام اور پُرامن طریقہ سے رہنے۔ سوشل تعلقات اور بزرگوں کی عزت کی عادات سیکھ سکتا ہے۔ مغرب میں خاندانی تعلقات بہت کمزور ہوتے ہیں۔ اور وہاں اولاد اپنے بوڑھے والدین کی پرواہ نہیں کرتی۔ اسی طرح وہاں مذہب اور بانیان مذہب کی بھی کماحقہ توقیر نہیں ہوتی۔ یہ صرف مشرق کا ہی حق تھا۔ کہ تمام انبیاء اوتار اور مصلحین یہاں مبعوث ہوئے۔ اور اس قسم کا ایک نبی اب بھی مشرق میں پیدا ہوا ہے۔ تاکہ دنیاوی لوگوں میں تقویٰ کی عادات پیدا کر کے ان کو حقیقی آقا کے قریب تر کر دے۔ اور یہ نبی احمد قادیانی ہے اور آجکل جو کچھ مشرق مغرب سے سیکھ سکتا ہے وہ رواداری ہے۔ مغرب کے لوگ خوب جانتے ہیں۔ کہ باوجود اختلاف رائے کے مخالف کے خیالات بغیر کسی غیظ و غضب کے اظہار کے کس طرح سن سکتے ہیں۔ دوسرے چیستی و چالاکی ہے۔ جو مغرب مشرق کو سکھا سکتا ہے۔ اور تیسرے مختلف پیشہ کے لوگوں میں خودداری کا مادہ ہے۔ اہل مغرب کسی بھی پیشہ کو ذلیل اور حقیر نہیں سمجھتے۔ قرآن کی تعلیم ہے کہ زندگی کی حالتوں میں اختلاف دل کی جلن کا موجب نہیں ہونا چاہیئے۔ اس دنیا میں جس طرح ہم زندگی بسر کرتے ہیں۔ اپنے اعمال کے پیش نظر ہمارا نتیجہ ہوگا۔ ہر قسم کی آلائشوں سے پاک ہو کر ہمارا دل ایسا ہونا چاہیئے۔ کہ وہ خداتعالےٰ کا گھر بن سکے۔ گائے کشی اور مسجدوں کے سامنے باجے کے متعلق آپ نے فرمایا کہ یہ معمولی باتیں ہیں۔ اور تمام ہندو مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ انہیں نظر انداز کریں۔ سچے مذہب میں کسی کے احساسات کو مجروح کرنے کی اجازت نہیں۔ پھر آپ نے احمد قادیانی موجودہ زمانہ میں امن کے پیغامبر کو قبول کرنے کیلئے ایک پُرزور اپیل کی۔ لیکچر نہایت توجہ سے سنا گیا۔ اور شکریہ کا ووٹ پاس کرنے کے بعد جلسہ ختم ہوا۔ مگر لوگوں نے دوسری تقریر کا اشتیاق ظاہر کیا۔

۲۷ نومبر بروز اتوار البرٹ ہال میں زیر صدارت بابو بپن چندر پال آپ نے تعلیم یافتہ مجمع کے روبرو بیان کیا۔ کہ امریکہ میں ہندوستانی طلباء بہت اچھی طرح رہتے ہیں۔ اور اپنی تہذیب و اخلاق کی شہرت کو برقرار رکھتے ہیں۔ ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور دلآویز تقریر کی داد بار بار کی پُرزور تالیوں سے دی گئی آپ نے امریکہ میں ہندوستانیوں کی حالت کے متعلق روشنی ڈالی۔ اور کہا کہ امریکہ میں ہندوستانی مزدوروں کی حالت اپنے ملک سے بہت اچھی ہے۔ اور وہ تقریباً آٹھ روپے یومیہ کماتے ہیں۔ اور ان کو وہاں کامل آزادی حاصل ہے۔ اور وہاں پر سب برابر ہیں۔ گاڑیوں میں ایک ہی درجہ ہوتا ہے۔ مگر تربیت کی کمی کی وجہ سے ان مزدوروں کے اخلاق اتنے اعلیٰ نہیں ہوتے۔

اس لئے آپ نے اپیل کی۔ کہ مناسب آدمیوں کو وہاں جا کر ان کی مناسب تربیت کرنی چاہیئے۔ وہاں کے ہندوستانیوں میں بنگالی مسلمان اور پنجابی سکھ زیادہ ہیں۔ اور ان میں سے اکثر ہمیشہ کے لئے وہاں آباد ہو گئے ہیں۔ مگر تاہم ان کے دلوں میں اپنے ہندوستانی بھائیوں کیلئے ہمدردی ہے۔ (تالیاں) ہندوستانی طلباء کی ذہانت کی وہاں خوب دھاک ہے (تالیاں) ان کو مختلف لیکچروں کی دعوت دی جاتی ہے جس کا انہیں معاوضہ دیا جاتا ہے۔ اور وہ اس طرح خود اپنی مدد کرتے ہیں۔ اور اسی طرح امریکہ میں ہندوستانیوں کے دیگر حالات بیان کرتے ہوئے جس کا بیان آپ کی سیلون والی تقریر میں درج ہو چکا ہے۔ آپ نے تقریر ختم کی +

صدر جلسہ نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کی رواداری اور بلند خیالی کی تعریف کی۔ اور کہا۔ کہ دنیا کا آئندہ امن وامان صرف اسی جماعت کے ذریعہ سے قائم ہوگا۔ آپ نے کہا۔ کہ میری خواہش ہے۔ کہ تمام بنگال احمدی ہو جائے۔ تاکہ لوگوں کے جان ومال اور عزت محفوظ رہ سکے۔ آپ نے سلسلہ احمدیہ کی بہت تعریف کی۔ اور اسی خواہش کا اظہار کیا۔ کہ سب احمدی ہو جائیں۔ اور شکریہ کے دو منٹ کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔ ۲۸ کی صبح کو ڈاکٹر صاحب برہمن بڑیہ روانہ ہو گئے۔ اور ڈھاکہ۔ بوگرا۔ رنگ پور۔ اور جلپائیگوڑی کے دورہ کے بعد پھر واپس آئیں گے +

مفتی محمد صادق صاحب برہمن بڑیہ میں

برہمن بڑیہ ۳۰۔ نومبر۔ غلام صمدانی صاحب بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں ڈاکٹر صادق صاحب ۲۹۔ نومبر کی صبح کو یہاں پہونچے۔ جماعت ہائے بنگال کے امراء اور ممبروں کے ایک مجمع نے سٹیشن پر آپ کا استقبال کیا۔ مفتی صاحب نے ہر ایک دوست سے مصافحہ کیا۔ اور پھر مسجد احمدیہ میں تشریف لے گئے۔ جہاں آپ کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا گیا۔ جس کے جواب میں آپ نے یہاں کی جماعت کی ترقی اور اصلاح کے متعلق اظہار خوشنودی فرمایا۔ مگر اس بات پر اظہار افسوس کیا۔ کہ سابق امیر صاحب ہمارے درمیان نہیں ہے۔ اور آپ نے ان کے مزار پر دوستوں کے ساتھ دعا فرمائی۔ دو بجے آپ نے عورتوں کے اجلاس میں شرکت کی جہاں کہ لجنہ کی طرف سے آپ کو ایڈریس پیش کیا گیا۔ آپ نے ان کو ایک نصیح اور دلکش وعظ فرمایا جس میں ان کو قناعت اور خاوندوں کی شکرگذاری اور مہمان نوازی کی تلقین فرمائی اور کہا کہ ان کو تعلیم حاصل کرنی چاہیئے۔ تاکہ وہ حقائق قرآنی اور تعلیم مسیح موعود کو سمجھ سکیں اور دیگر فرائض دنیوی سرانجام دے سکیں ۴½ بجے شام کو آپ نے سب ڈویژنل مجسٹریٹ مسٹر ایس این۔ گوہا آئی سی۔ ایس کی زیر صدارت پیام امن اور اپنے تجربات امریکہ پر تقریر کی۔ حاضرین کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ اور تقریر دلچسپی سے سنی گئی۔

آپ نے بتایا۔ کہ اسلام کے معنی ہی سلامتی کے ہیں۔ اور ہر مسلمان عند الملاقات بھی السلام علیکم کہتا ہے۔ جو کہ سلامتی کی دعا ہے مسلم کی دعا اس کا معراج ہوتی ہے اس لئے دعا اپنی زبان میں مانگنی چاہئے اور کہ حقیقی خوشی خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرنے میں ہے۔ آپ نے اجرائے نبوت کے بھی روشنی ڈالی۔ اور نیز فرمایا۔ کہ خدا کی نظر میں امیر غریب سیاہ وسفید سب برابر ہیں۔ اور ہر ایک کو اس کے اعمال کا بدلہ ملیگا۔ یورپ اور امریکہ میں احمدیہ مشنوں کی کامیابی کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے تقریر ختم فرمائی۔

ندوۃ العلماء کا اجلاس امرتسر میں

(الفضل کے خاص رپورٹر کے قلم سے)

ندوۃ العلماء کا بائیسواں اجلاس ۲۵-۲۶-۲۷۔ نومبر کو امرتسر میں منعقد ہوا پہلے دن داخلہ بذریعہ ٹکٹ تھا جس کی قیمت ایک۔ دو اور تین روپیہ تھی۔ چونکہ اس روز حاضرین کی تعداد بہت کم تھی۔ اس لئے ۲۶ر نومبر کے اجلاس میں بلا ٹکٹ داخلہ کا اعلان کیا گیا۔ مگر پھر بھی تعداد ایک ہزار سے متجاوز نہ ہوئی۔ جلسہ میں شمولیت کے لئے بڑے بڑے مقتدر اور مشہور علماء و رہنمایان قوم تشریف لائے۔ جن میں قابل ذکر ہستیاں حسب ذیل ہیں:۔

مولانا سید سلیمان ندوی۔ مولانا حبیب الرحمن صاحب صدر الصدور امور مذہبی ریاست حیدر آباد دکن۔ مولانا غلام حسین صاحب۔ وزیر تعلیم ریاست بہاول پور۔ ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو۔ سر شیخ عبد القادر صاحب اور مولوی ظفر علی خانصاحب:

نہایت پر جوش تقریریں اور خطبات پڑھے گئے۔ مگر ان میں سوائے امت مسلمہ کی حالت زار پر مرثیہ خوانی کرنے اور بار بار چندہ کی اپیلیں کرنے کے کچھ نہ تھا۔ حالت کے علل ووجوہ پر تبصرہ کیا۔ علم قرآن وشریعت کے اٹھ جانے اور اتفاق اور اتحاد کے مفقود ہو جانے پر افسوس کیا۔ اور کہا۔ کہ اس کی اصل وجہ علماء سوء ہیں۔ جنکا کام صرف تکفیر رہ گیا ہے۔ قوم کی اصلاح کے لئے اس وقت روشن خیال اور باعمل علماء کی ضرورت ہے۔ جو ہمارے اندر پائے نہیں جاتے۔ فتنہ تفریخ بڑھ رہا ہے۔ الحاد اور کفر کی اس رَو کو روکنے کے لئے جو مغرب سے آ رہی ہے۔ اور جس نے تمام اسلامی ممالک میں زندیقیت پھیلا دی ہے اور اب ہندوستان کی طرف بڑھی چلی آ رہی ہے۔ ہمیں موثر ذرائع اختیار کرنے چاہئیں۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ ترکی۔ مصر اور شام کی طرح ہماری آئندہ نسلیں بھی اسلام کو خیر باد کہہ دیں

مولانا سید سلیمان ندوی نے کہا۔ کہ قرون اولے میں جب کبھی امت مرحومہ میں کوئی فتنہ کھڑا ہوا۔ خدا تعالےٰ نے اس کے مقابلہ کیلئے کسی نہ کسی شخص کو پیدا کر دیا۔ باطنیوں۔ لا ادریوں۔ فلسفیوں اور ملحدوں کے مقابلہ میں شافعی۔ احمد بن حنبل۔ رازی اور غزالی جیسی ہستیاں پیدا کر دیں۔ جنہوں نے اسلامی قلعہ کی بیرونی واندرونی مخالفین سے حفاظت کی۔ آج بھی اس بے دینی اور کفر والحاد کے سیلاب کو دور کرنے کے لئے جو ہماری طرف نہایت زور سے آ رہا ہے اور ڈر ہے۔ کہ ہماری قومی بنیاد کو گرا نہ دے ہمیں ایک نئے شافعی ایک نئے غزالی اور ایک نئے احمد بن حنبل کی ضرورت ہے۔

مولانا حبیب الرحمن صاحب شروانی نے کہا۔ ہماری قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک وہ اپنے کیریکٹر کی حفاظت نہ کرے۔ اسوقت جن فتنوں سے مسلمانوں کو مقابلہ درپیش ہے۔ ان میں سے سب سے بڑا فتنہ مغربی اقوام کی نقل ہے۔ جو قومی اختلاف کی تباہی کا موجب ہے۔ تقریر میں انہوں نے کہا۔ کہ اسلامی کشتی کا لنگر ٹوٹ گیا ہے۔ اور اب ہمیں ایسے جرنیل کی ضرورت ہے۔ جو اس کو کنارے لگا دے۔

مختلف انجمنوں کے متعلق آپ نے بے اعتمادی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ کہ کوئی بھی اخلاص سے کام نہیں کرتا۔ کسی میں بھی قربانی اور ایثار کی صحیح روح دکھائی نہیں دیتی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین باوجود قلت تعداد کے دنیا پر حکمرانی کرتے تھے۔ لیکن آج مسلمان چالیس کروڑ ہوتے ہوئے بھی ہر جگہ ذلیل ہیں۔ جس کا باعث یہ ہے۔ کہ ان کی صحیح تعلیم اور تربیت نہیں ہوئی۔ پس اگر ہمیں قوم کی ترقی منظور ہے۔ تو قربانی اور ایثار کی روح پیدا کرنی چاہیئے۔ جسکی بیشتر ذمہ واری علماء پر ہے +

ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو نے فرقہ بندیوں کی مذمت بیان کرتے ہوئے کہا۔ ہمارے علماء کی تمام تر یہ قوت کا مصرف تکفیر ہی باقی رہ گئی ہے۔ حالانکہ آج متفق ہو کر اسلام کے بیرونی دشمنوں کے حملوں کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ علماء کو تنگ خیالی چھوڑ کر وسیع الحوصلگی سے کام لینا چاہیئے۔ جو طاقت وہ آپس میں لڑنے بھڑنے میں خرچ کرتے ہیں۔ اگر دشمن کے مقابلہ میں خرچ کریں اور غیر مذہب والوں کے اعتراضات کے جواب سوچنے میں صرف کریں۔ تو اسلام پر جو مصیبت پڑی ہوئی ہے۔ اس میں بہت سی تخفیف کی امید کی جا سکتی ہے۔ آپ نے ندوۃ العلماء کی بہت تعریف کی

سر شیخ عبد القادر صاحب نے فرمایا۔ قوموں کی ترقی اور تنزل میں مذہبی راہنماؤں کا بہت حد تک دخل ہے۔ ہماری قوم کے تنزل کا اصلی باعث علماء کا غلط طریق کار ہے۔ بعض لوگ جو چند ابتدائی کتابیں پڑھ کر اپنے آپ کو علماء کے طبقہ میں شامل کر لیتے ہیں۔ وہ مذہب کی اصلی غرض سے بالکل ناواقف ہونے کی وجہ سے قوم کی اصلاح اور صحیح تربیت نہیں کر سکتے۔ ان کا سارا زور بعض غیر متعلق باتوں پر ہی خرچ ہو جاتا ہے۔

اور اسلام کے اصل مغز کو لوگوں کے سامنے پیش نہیں کر تے کیونکہ وہ خود اس سے کلی طور پر جاہل ہوتے ہیں۔ ہمیں ٹھوس کام کرنے والے اور علاوہ اپنے مذہب کے دوسرے مذاہب سے بھی پوری واقفیت رکھنے والے علماء کی ضرورت ہے موجودہ زمانہ میں فلسفہ کی روشنی میں جو اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ ان کے جوابات دینے کے لئے فلسفہ اور دیگر علوم جدیدہ کا پڑھنا اور جاننا ضروری ہے۔ مگر ہمارے علماء میں سب سے بڑا نقص یہ ہے۔ کہ وہ ان علوم کا پڑھنا بھی بُرا جانتے ہیں۔ جس کا نتیجہ آج ہم اپنی آنکھوں مشاہدہ کر رہے ہیں*

مولانا غلام حسن صاحب وزیر تعلیم بہاولپور نے اپنے طویل خطبہ صدارت کے دوران میں مسلمانوں کی علمی حالت اور ان کے انتشار و تفرق پر افسوس ظاہر کرتے ہوئے کہا جبتک ایک نظام کے ماتحت ہو کر کام نہ کیا جائے۔ اور قوم میں علم پڑھنے کا شوق نہ ہو۔ ہماری ترقی محال ہے۔ آپ نے ندوۃ العلماء کی ضرورت کو واضح کیا۔ اور اس کی مالی تنگیوں کا ذکر کیا۔ اور مسلمانوں سے ندوۃ العلماء کی اعانت کے لئے اپیل کی*

آخری دن رات کے وقت مولوی ظفر علیخاں صاحب کی تقریر کا اعلان کیا گیا۔ ساڑھے آٹھ بجے کے قریب اجلاس شروع ہوا۔ صدر مجلس استقبالیہ نے مختصراً مہمانوں کا شکریہ اور اہل امرتسر کی طرف سے ندوۃ العلماء کی اعانت کے لئے اڑھائی ہزار روپیہ کی پیشکش کا اعلان کیا۔ آج حاضرین کی تعداد معمول سے کچھ زیادہ تھی۔ "مولانا ظفر علی خاں صاحب کی تقریر کے لئے بیتاب ہیں" کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ آپ اسٹیج پر تشریف لائے۔ مسلمانوں کے مذہبی جمود اور اسلامی کاموں میں حصہ نہ لینے کی شکایت کی۔ اور کہا پہلے مسلمانوں کا کام یہ تھا۔ کہ وہ لوگوں کو اسلام کے جھنڈے تلے لائیں۔ مگر آج مسلمانوں کا صرف یہ کام باقی رہ گیا ہے۔ کہ وہ دوسری قوموں کے آستانہ پر ناصیہ فرسائی کریں۔

اہل امرتسر سے مخاطب ہوتے ہوئے آپ نے کہا۔ کہ اڑھائی ہزار کی رقم اتنے بڑے شہر کی طرف سے اتنی ضروری اور اہم درس گاہ کے لئے نہایت تھوڑی ہے اور وہ بھی وعدہ کی صورت میں۔ جس کی ادائیگی تین ماہ کے بعد ہو گی۔ اڑھائی ہزار روپیہ اس قدر معمولی چیز ہے۔ کہ اگر حاضرین جلسہ ایک ایک روپیہ بھی دیں تو یہ حقیر رقم فوراً پوری ہو سکتی ہے۔ آپ نے اسی وقت روپیہ جمع کرنا شروع کر دیا۔ لیکن باوجود اسقدر زور اور کوشش کے لوگوں نے آپ کی آواز پر پچاس روپے بھی جمع کر کے نہ دیئے بالآخر صدر نے مجلس استقبالیہ اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اور جلسہ برخاست ہوا۔

میں اس موقعہ پر احمدیوں سے صرف اتنا خطاب کرنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ صد فخر و مباہات کے مستحق ہیں۔ کہ ان کو خدا تعالےٰ کے فضل سے تمام وہ چیزیں حاصل ہیں۔ جنکی تلاش میں دوسرے لوگ بے سود ادھر اُدھر ہاتھ مار رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ مسلمان فرداً فرداً خواہ کتنی بھی کوشش اور سعی کریں۔ جب تک ایک نظام کے ماتحت ہو کر کام نہ کرینگے۔ تب تک کسی کامیابی کا منہ دیکھنے کی امید امر محال کی توقع رکھنے کے مترادف ہے۔

ہم نے مانا۔ کہ علما باعمل کی ضرورت ہے۔ مگر وہ پیدا کہاں سے ہوں۔ کیا ندوہ ایسے علماء پیدا کر سکتا ہے ہمارا بائیس سالہ تجربہ اس کے خلاف گواہی دے رہا ہے۔ اجلاس میں ندوۃ العلماء کی جو رپورٹ پڑھی گئی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ۱۹۲۶ء و ۱۹۲۷ء میں صرف سات لڑکے فارغ التحصیل ہوئے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ اس قدر دھیمی رفتار والی درس گاہ کا تمام مسلمانوں کی مذہبی ضروریات کو پورا کرنا کہاں تک ممکن ہے۔ اور پھر میں کہتا ہوں کہ وہ لوگ کیا کسی کی اصلاح کرینگے۔ جو خود قابل اصلاح ہوں۔ جب تک

(اشتہار)

نئے سال کے نئے نئے تحفے

حسب دستور سابق حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ کی تحریک اور قومی سرمایہ سے قائم شدہ **بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان** کی طرف سے مندرجہ ذیل چند نہایت ہی عجیب و غریب علمی و روحانی تحفے بصرف زر کثیر تیار ہو رہے ہیں۔ جن کا حاصل کرنا اور ان سے مستفید ہونا ہر ایک کے لئے ضروری اور لازمی ہے ؂

لیکچر شملہ

یہ سیدنا حضرت فضل عمر کا وہ معرکۃ الآرا لیکچر ہے جو ایک کثیر مجمع کے سامنے شملہ کی بلند چوٹیوں پر دیا گیا۔ جن میں کہ مسلمانوں کی انفرادی اور قومی ذمہ داریوں پر نہایت ہی دلآویز پیرایہ میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور حالات حاضرہ پر بحث کرتے ہوئے جہاں مسلمانوں کو ان کے حقیقی فرائض سے آگاہ کیا گیا ہے وہاں وہ راہیں بھی بتلائی ہیں جن پر چل کر وہ ملک میں عزت و خوشحالی اور قوت و بزرگی کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ جس خوبصورتی اور جامعیت کیساتھ حضرت اقدس نے اس مضمون پر روشنی ڈالی ہے وہ اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ جن لوگوں کو ملک اور قوم سے سچی الفت ہے۔ انکو اس کا مطالعہ کرنا اشد ضروری ہے۔ زیر طبع ہے انشاء اللہ جلسہ تک شائع ہو جائیگا۔

تواریخ مسجد فضل لندن

(مصنفہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن)

یہ دلآویز تصنیف بھی اپنی قسم کی پہلی تصنیف ہے۔ اس میں لائق مصنف نے جہاں احمدیہ مشن لندن کا آغاز۔ اس کی تبلیغی سرگرمیاں بہترین نتائج اور اس کا غیر مسلم حلقہ سے شاندار خراج تحسین حاصل کرنے کا مفصل ذکر کیا ہے۔ وہاں مسجد لندن فضل کی بھی مکمل تواریخ قلمبند فرمائی ہے۔ اور بتلایا ہے کہ کس طرح مرکز تثلیث میں ایک خدا کا نام بلند کرنے کیلئے مسجد کی تعمیر کا خیال پیدا ہوا۔ اور پھر کن حالات میں اس کیلئے چندہ کی اپیل کی گئی۔ اور پھر کس طرح جوش و اخلاص سے امید سے بھی زیادہ رقم جمع ہو گئی۔ اور پھر کس طرح اس جمع شدہ رقم میں خدائے وحید نے برکت ڈالی۔ اور ایکسچینج کی بدولت اس سے بھی ڈیوڑھا روپیہ مل گیا۔ اور اس روپیہ کو کس طرح خرچ کیا گیا۔ اور آخر میں ایک نہایت ہی بارونق اور موزوں مقام پر خدائے یکتا کے ذکر کو بلند کرنے کے لئے ایک شاندار مسجد تعمیر ہو گئی۔ اسی کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح کا بارہ حواریوں کے ساتھ لندن جانا۔ کانفرنس مذاہب میں مضمون سنانا۔ مضمون کی مقبولیت غیروں کا خراج تحسین۔ لندنی اخبارات کا ہمدردانہ رویہ اور حضرت اقدس کے ورود مسعود اور وہاں کی شاندار کامیابی کا بالتفصیل ذکر۔ پھر مسجد کے سنگ بنیاد پر شاندار اجتماع بڑے بڑے لوگوں کا ہجوم۔ لندن کے بڑے بڑے اخبارات کا ریویو اور ساتھ ہی ساتھ ہر موقع کی تصاویر شائع کرنا۔ اس کے بعد مسجد لندن کے افتتاح کی تقریب کا بھی تفصیل وار ذکر کیا گیا ہے۔ اور ہر ایک موقع کے فوٹو بھی ساتھ ہی دئے گئے ہیں۔ اور ان تمام بڑے بڑے انگریزی اخبارات کی آرا بھی جمع کی گئی ہیں۔ جو اس مہتم بالشان اجتماع کے موقع پر شائع ہوئیں ؂

الغرض یہ تصنیف اپنے اندر بہت سی دلچسپیوں کو لئے ہوئے ہے۔ جو صرف دیکھنے اور پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ حجم سو صفحے سے زائد تختی بڑی جس ۲۲×۲۹ کے قریب نہایت ہی دلآویز اور بہترین ولایتی طرز کے فوٹو۔ کپڑے کی سنہری جلد اور اس پر مسجد کا سنہری نقشہ۔ کاغذ لکھائی چھپائی بھی دیدہ زیب بہترین اور پرکشش ہے۔ ابھی زیر طبع ہے۔ اور اس کی تیاری پر پانی کی طرح روپیہ بہایا جا رہا ہے۔ اس وقت تک سینکڑوں روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ امید ہے کہ یہ جلسہ تک تیار ہو کر احباب سے اپنی گوناگوں دلچسپیوں اور دل فریبیوں کی ضرور داد لیگی۔ قیمت کا اعلان جلسہ میں کیا جائیگا۔

ہمارا خدا

یہ ضروری اور مفید تصنیف حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کے افکار عالیہ کا نتیجہ ہے۔ اس میں صاحب موصوف نے جہاں خدا تعالےٰ کی ہستی اور اس کی صفات پر اسلامی نقطہ نگاہ سے پوری پوری روشنی ڈالی ہے۔ وہاں ان تمام اوہام و وساوس کا بھی کما حقہ ازالہ فرمایا ہے۔ جو نئی روشنی کے نوجوانوں کو مرعوب کئے ہوئے ہیں۔ مضمون جس قدر آدق اور مشکل ہے۔ وہ تو ظاہر ہی ہے۔ مگر حضرت مصنف کا کمال یہ ہے کہ جس بلعت کو بھی لیا ہے اسے ایسے سادہ اور عام فہم طرز پر ثابت کیا ہے۔ کہ معمولی استعداد کا آدمی بھی نہایت آسانی کے ساتھ سمجھ لے۔ امید ہے کہ دوست اس نہایت ہی ضروری اور مفید تصنیف کو حاصل کئے بغیر نہ رہیں گے۔ کیونکہ فی زمانہ جس قدر اس مضمون کی ضرورت ہے۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اور اسی لئے ہر ایک خدا پرست کو نہ صرف خود اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے بلکہ اس میں بیان کی گئی باتوں سے ان لوگوں کو بھی واقف کرنا چاہیئے۔ جو علم و عرفان کی کمی یا مغربی فلسفہ سے متاثر ہو کر اپنے خالق و مالک سے دور ہو رہے ہیں۔ حجم تقریباً دو سو صفحہ ہوگا اور لکھائی چھپائی اور کاغذ بھی بہترین قسم کا لگوایا ہے۔ زیر طبع ہے۔ چند روز تک مکمل ہو کر شائع ہو جائے گی ؂

سیرت المہدی حصہ دوم

یہ بھی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کی تالیف ہے۔ جنہوں نے اس لطیف اور ایمان پرور کتاب کا پہلا حصہ پڑھا ہے۔ وہ تو حصہ دوم کیلئے مدت سے بیقرار ہو رہے ہیں۔ مگر جنہوں نے ابھی تک اس سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ انہیں ہم بتلا دینا چاہتے ہیں۔ کہ اگر آپ اپنے مطاع و محبوب کے حالات زندگی اور ان کے صحابہ کے عرفان پرور واقعات سے واقف ہونے کے خواہشمند ہیں۔ تو اس کا ضرور ہی مطالعہ کریں۔ کیونکہ اسمیں نہایت ہی محنت کوشش اور کاوش کے بعد خود چشم دید گواہوں کی عینی شہادتیں اور بیانات انہی کے لفظوں میں جمع کئے گئے ہیں۔ جو ایسے دلآویز روح پرور اور عرفان و ایقان کو بڑھانے والے ہیں۔ کہ بایدوشاید۔ یہی نہیں اسمیں حصہ اول کی بعض روایات پر وارد شدہ اعتراضوں کا بھی جواب دیا گیا ہے۔ پہلی جلد کی چند مختاج تشریح روایات کو دوسرے راویوں کے بیانات سے واضح بھی کیا گیا ہے۔ اس کا حجم بھی تقریباً پونے دو سو صفحہ کا ہوگا۔ تختی بڑی۔ کاغذ ولایتی لکھائی اور چھپائی بہترین مجلد اور غیر مجلد دونوں مل سکیں گی۔

سلسلۂ احمدیہ کی اسلامی خدمات

یہ وہ ضروری اور نہایت ہی ضروری تصنیف ہے جو صیغہ دعوت و تبلیغ کی زیر نگرانی تصنیف کی گئی ہے۔ اس میں ان تمام کاموں کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ جو خدمت اسلام کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ نہ صرف یہی بلکہ خود سلسلہ احمدیہ کے اشد ترین مخالفوں کی تحریروں اور شہادتوں سے بھی اس امر کا ثبوت دیا گیا ہے۔ کہ اسلام کی حقیقی خدمت کرنیوالی اگر کوئی جماعت ہے۔ تو وہ احمدیہ جماعت ہی ہے۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ جسے احمدی احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں خرید کر تقسیم کریں۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ جن لوگوں کو نادانی کے باعث کافر اور دشمن اسلام بتایا جاتا ہے۔ صحیح معنوں میں وہی مومن اور خادم اسلام ہیں۔ اور آج انہی کی مبارک اور جاں فروشانہ کوششوں کی بدولت اسلام کی عظمت قائم ہو رہی ہے۔ اسمیں سلسلہ کے جن کاموں اور کوششوں کا ذکر ہے ان کا اس جگہ دوہرانا بہت ہی تفصیل کو چاہتا ہے۔ جو مشکل ہے۔ اس لئے یہاں صرف یہی بتانا کافی ہوگا۔ کہ اس طرز کی کوئی ایک کتاب بھی آج تک شائع نہیں ہوئی احباب اسے پڑھینگے تو انہیں معلوم ہوگا۔ کہ یہ تبلیغی کاموں میں کسقدر مفید اور موثر ہو سکتی ہے۔ اسکی طباعت شروع ہے۔ جلسہ پر شائع ہوگی۔

مرزا حسین علی المعروف بہاء اللہ کے دعویٰ مسیحیت پر ایک نظر

یہ مکرمی مولوی فضل الدین صاحب وکیل کی تصنیف ہے۔ جنہوں نے مولوی صاحب موصوف کے وہ مضمون پڑھے ہیں۔ جو وقتاً فوقتاً بہائی مذہب کی تردید میں اخبارات میں شائع ہوئے یا ان کی لاجواب تصنیف بہائی مذہب کی حقیقت پڑھی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ انہیں اس جدید مذہب کے عقائد اور کتابوں سے کس قدر گہری واقفیت ہے۔ اس لئے ان کی جدید تصنیف کی تعریف کرنا تحصیل حاصل سمجھ کر صرف اتنا ہی کہنا کافی سمجھتے ہیں کہ اسمیں بہاء اللہ کے دعویٰ مسیحیت پر نہایت ہی شرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ اور ہر ایک بات کا ثبوت خود انہی کی مسلمہ کتابوں سے دیتے ہوئے واضح کیا گیا ہے۔ کہ بہاء اللہ کا دعویٰ مسیحیت کیا حقیقت رکھتا ہے ؂

علم دوست اور مذہبی مباحثات سے دلچسپی رکھنے والے احباب کیلئے اس میں کافی سے وافی مواد بہم پہنچایا گیا ہے۔ اس وقت زیر طبع ہے۔ انشاء اللہ جلسہ پر یہ بھی چھپ جائے گی ؂

تردید اصول وید

اسمیں ثابت کیا گیا ہے کہ جن ویدوں کو الہامی بتلایا جاتا ہے وہ رشیوں کی تصنیف ہیں نہ کہ الہامی۔ حجم ۱۶۰ صفحہ قیمت ۶ /

ملنے کا پتہ — بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے فرمودہ درس قرآن شریف سے نوٹ

مشورہ کرنے سے پہلے صدقہ دینا ضروری نہیں کیونکہ اس میں آگے چلکر آتا ہے۔ کہ اگر نہ کر سکو تو پھر نماز پڑھنا۔ زکوٰۃ دینا۔ اور رسولؐ کی اطاعت کرنا ہی کافی ہے۔

مگر منسوخ وہ بات ہوا کرتی ہے۔ جسکا حکم ہو۔ اجازت نہیں منسوخ ہوا کرتی۔ اجازت منسوخ ہونے کے یہ معنی ہوتے ہیں۔ کہ اب اس کے نہ کرنے کا حکم ہے۔

عربی زبان میں حکم اور مشورہ اور اجازت کیلئے ایک ہی لفظ استعمال ہوتا ہے یعنی امر کا صیغہ ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ ہاں قرائن بتایا کرتے ہیں۔ کہ یہاں حکم مراد ہے یا اجازت۔ مثلاً حج کے موقعہ پر دوسری جگہ فرمایا۔ فَاصْطَادُوْا کہ حج کرنے کے بعد شکار کر سکتے ہو۔ اب یہ حکم نہیں کہ ہر حاجی حج کرنے کے بعد ضرور ہی شکار کرے۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ حج کے بعد شکار کرنا جائز ہے۔ اسی طرح یہاں جو یہ فرمایا ہے۔ کہ مشورہ سے پہلے صدقہ دے دیا کرو۔ یہ حکم نہیں بلکہ مشورہ ہے۔

اس آیت کے غلط معنی قرار دیکر اس پر اس قسم کی روایات بھی مشہور کی گئی ہیں۔ کہ صحابہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات ہی بالکل بند کر دی تھی۔ یہ روایات اوّل تو واقعات کے خلاف ہیں۔ وہ لوگ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جانیں قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ جنگوں میں اپنے اموال خرچ کرتے تھے۔ اُن کے متعلق یہ خیال کر لینا کہ انہوں نے صدقہ دینے کی خاطر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کرنی بند کر دی۔ یہ واقعات کے خلاف ہے۔ کیا وہ لوگ جو اپنے سارے کے سارے اموال خدا کی راہ میں اسلام اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر دیا کرتے تھے۔ وہ صدقہ سے ڈر سکتے تھے۔ پس یہ روایات تو قرآن کی تعلیم اور واقعات کے خلاف ہیں۔ ہاں اگر یہ معنی ہوں۔ کہ صحابہؓ نے مشورہ کرنا بند کر دیا ہو۔ تو یہ تسلیم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ممکن ہے۔ صحابہؓ کو خیال ہوا ہو۔ کہ یہ جو فرمایا گیا ہے کہ تم رسول کے وقت کو ادنےٰ نہ سمجھو۔ اور اسے بے قیمت قرار نہ دو تو ہماری تمام دولت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک منٹ کی بھی قیمت نہیں ہو سکتی چونکہ مطلق صدقہ فرمایا گیا۔ اس کی تعیین نہیں کی گئی۔ اس لئے صحابہ ڈرے۔ کہ ایسا نہ ہو۔ ہمارا صدقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت کے مقابلہ میں حقیر ہو۔ اور ہم آپ کے وقت کو ضائع کر کے گنہگار ٹھہریں۔ اس لئے زیادہ بہتر یہی ہے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشورہ کیلئے وقت ہی نہ لیا کریں۔ چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ تم نے اس لئے مشورہ لینا نہیں چھوڑا۔ کہ تم صدقہ سے ڈر گئے ہو۔ بلکہ اس وجہ سے مشورہ ترک کیا ہے۔ کہ رسولؐ کا وقت نہ ضائع ہو۔ تم نے سمجھا۔ ہمارے اموال رسولؐ کے وقت کی قیمت نہیں ہو سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت کے مقابلہ میں صدقہ ہی نہیں کہلا سکتے۔ ہمارے صدقات ممکن ہے۔ اس حد تک نہ پہنچیں۔ جہاں تک پہنچنے چاہئیں۔ تو ہم گنہگار ٹھہریں۔ پس جب تم نے ہمارے رسولؐ کے وقت کو اس خیال سے اپنے لئے نہ لیا۔ تو تمہارے اس فعل کی وجہ سے ہم نے تم پر فضل کیا۔ تم نے اصل مفہوم کو سمجھ لیا۔ اور یہ اصل مفہوم کو سمجھنا ہی ہمارا فضل ہے۔ اب اس فضل کے بدلہ میں اللہ کے حضور عبادتیں کرو۔ اور زکوٰتیں دیا کرو۔ یہ ان آیات کا مفہوم ہے۔ ورنہ اگر مفسرین کے معنی تسلیم کریں۔ تو پھر عجیب معنی بنینگے۔ کہ چونکہ تم صدقہ نہیں دے سکتے اس لئے زکوٰۃ دیا کرو۔ مگر جو صدقہ نہیں دے سکتا وہ زکوٰۃ کہاں دے گا۔

رکوع سوم

(۱۷ر جولائی ۱۹۲۷ء)

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۔ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○	کیا تجھے اس قوم کا حال معلوم ہے۔ جس نے اس قوم کے ساتھ دوستی قائم کی۔ جس پر خدا نے غضب نازل کیا۔ درحقیقت انکا نہ تم سے تعلق ہے۔ نہ دوسرے لوگوں کے ساتھ اور جان بوجھ کر جھوٹ پر

قسمیں کھاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ وہ بہت برے افعال کرتے ہیں۔

منافق لوگ ہمیشہ اس تعلیم پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ جو بظاہر قومی تعلیم کے مخالف ہو۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حضرت زینبؓ کے معاملہ میں ایسے گندے اعتراض کئے گئے۔ کہ انکو سُنکر ایک مسلمان کا دل کانپ اُٹھتا ہے۔ ایسی روایتیں بیان کرنے والے منافق ہی تھے۔ یہاں منافقوں کا ذکر ہے۔ اور عورت کے واقعہ سے اس کا یہ تعلق ہے۔ کہ یہ واقعہ جو مذکور ہے۔ زینبؓ کے واقعہ سے ملتا ہے۔ زینبؓ کا واقعہ یہی تھا۔ کہ ایک شخص جسکو منہ بولا بیٹا کہا گیا۔ اُس کی بیوی سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کیا۔ اس پر اُن لوگوں نے اعتراض کیا۔ کہ نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بہو سے نکاح کیا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی یہ ذکر ہے۔ کہ ایک عورت جسکو ماں بہن کہا گیا۔ اور پھر کہدیا۔ کوئی ہرج نہیں۔ ماں بہن کہنے سے تعلق قطع نہیں ہوا۔

اس واقعہ میں اللہ تعالےٰ نے قبل از وقت یہ بتایا۔ کہ اس قسم کا ایک اور واقعہ ہونے والا ہے۔ اس واقعہ میں منافق لوگ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتراض کریں گے کیونکہ ان کی عقلیں یہ تسلیم ہی نہیں کر سکتیں۔ کہ منہ بولے بیٹے کی بیوی بہو نہیں ہو سکتی۔ اس لئے انہوں نے کہا۔ ضرور عشق کا تعلق ہوگا۔ پھر عشق کی وجوہات سوچنے لگے۔ پھر خود ہی یہ وجہ بنائی کہ اچانک آپ کی نظر پڑ گئی تھی۔ جس سے رسول اللہؐ کے دل میں محبت پیدا ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم ان لوگوں کے ساتھ مت تعلقات رکھو۔ ان پر تو خدا کا غضب نازل ہونیوالا ہے۔

غضب کے معنے سزا اور ناراضگی کے ہیں یعنی یہ سزا کے نیچے آنے والے ہیں۔

پھر فرمایا۔ ان لوگوں کے متعلق مت خیال کرو۔ کہ یہ سچائی پر قائم ہیں۔ ان کی قسموں پر بھی اعتبار نہ کرو۔

وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ سے معلوم ہوتا ہے۔ کوئی رگ اخلاص کی اُن کے اندر بھی تھی اس لئے فرمایا۔ منافق ان کفار میں سے بھی نہیں۔ ورنہ یہ کیوں فرماتا۔ کہ ان میں بھی نہیں لیکن چونکہ ان میں شرارت تھی۔ اور فتنہ پھیلاتے تھے۔ اس لئے فرمایا۔ منکم بھی نہیں۔ گویا نہ اُن کا اسلام سے پورا تعلق ہے۔ نہ کفار سے تعلق ہے۔ بعض لوگ منافقوں کے متعلق کہتے ہیں۔ ان کا بھی سلسلہ سے تعلق ہے۔ اخلاص ظاہر کرتے ہیں۔ ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ بیشک اُن میں اخلاص کی رگ ہو لیکن چونکہ وہ خفیہ سازشیں کرتے اور فتنہ پھیلاتے ہیں۔ اس لئے تمہارے ساتھ

اُن کا تعلق نہیں۔

بات یہ ہے کہ باوجود اخلاص کے انسان پر ایسی حالت غالب آجاتی ہے جسکی وجہ سے وہ نبی کا بھی مخالف ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کو یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ اگر ہم اس نبیؑ کے ساتھ لگے رہے۔ تو ہماری بھی ترقی ہو جائیگی۔ ہزاروں مسلمان ہیں۔ جو یوں تو قرآن پر اعتراض کرتے ہیں۔ تمسخر کرتے ہیں۔ مگر وہ اسلام کو بھی نہیں چھوڑ سکتے۔

اِتَّخَذُوْٓا اَیْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ○

یہ قسموں کو ڈھال بناتے ہیں یعنی قسم کے ذریعہ اپنی شرارتوں سے پناہ ڈھونڈتے ہیں۔ قسمیں کھاتے ہیں۔ کہ خدا کی قسم ہمارے اندر بڑا اخلاص ہے۔ قوم کا بڑا درد ہے مگر ان کا قسم کھالینا ان کی شرارتوں کو دور نہیں کر سکتا۔ اور قسم کھا لینے سے ان پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ وہ خدا کی راہ سے لوگوں کو روکتے ہیں پس اُن کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم انکی قسموں پر مت جاؤ۔ یہ بیشک قسمیں کھاتے ہیں۔ کہ ان کے اندر بڑا اخلاص ہے۔ لیکن انکے اعمال کو دیکھو تو یہ جھوٹے معلوم ہونگے۔ ان کے اعمال کو جب دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسے کام کرتے ہیں جن سے سلسلہ میں فتنہ پڑے۔ سلسلہ اور مرکز پر بدظنی پیدا ہو۔ نظام سلسلہ ٹوٹ جائے۔ اور سلسلہ کو نقصان پہنچے۔ مگر باوجود اس کے کہتے ہیں۔ خدا کی قسم ہمارے اندر تو اس قدر اخلاص ہے کہ رات دن قوم کا درد بے تاب رکھتا ہے فَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ ایسے لوگ ضرور ذلیل ہو کر رہیں گے۔ جو خدا کے بندوں کو ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ ہو نہیں سکتا کہ وہ ذلیل نہ ہو۔ انکو ضرور ذلیل کرنے والا عذاب ملیگا۔

لَنْ تُغْنِیَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ○

اگر یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اولاد والے ہیں جتھے والے ہیں۔ تو ان میں سے کوئی چیز بھی خدا کے مقابلے میں انکو کام نہیں آئے گی۔ بلکہ یہ لوگ اس دنیا میں بھی اور آگے بھی اس آگ میں ڈالے جائیں گے۔

یَوْمَ یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا فَیَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا یَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰی شَیْءٍ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ○

جب قیامت کے دن اللہ تعالےٰ انہیں اٹھائے گا وہاں بھی قسمیں کھائینگے جیسا کہ آج تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ وہ ایک بات پر قائم ہیں۔ مگر سنو وہی درحقیقت جھوٹے ہیں۔ فرمایا قیامت کے دن خدا کے سامنے بھی کہینگے۔ واقعہ میں محمد رسول اللہ (ص) میں عیب تھے۔ آنکھوں دیکھی بات کو ہم کیسے غلط سمجھ لیتے۔

اس سے پتہ لگتا ہے کہ جب انسان متواتر جھوٹ اور فتنہ انگیزی پر قائم رہتا ہے تو اُسے یقین ہو جاتا ہے کہ جو کچھ کرتا رہا ہے درست کرتا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ مرنے کے بعد بھی کامل انکشاف سے پہلے جھوٹ کو سچ سمجھیں گے۔

اِسْتَحْوَذَ عَلَیْهِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○

ان پر شیطان غالب آگیا ہے۔ اُس نے ان سے خدا کے احکام چھوڑا دئیے ہیں۔ جو باتیں خدا نے یاد دلائی تھیں کہ یوں کرنا چاہئے۔ ان باتوں کو بھول گئے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم بڑی نیکی کرتے ہیں۔ یہ لوگ شیطانی گروہ ہیں۔ سنو یقیناً شیطان کا گروہ ہی نقصان اُٹھائیگا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِی الْاَذَلِّیْنَ ○

یقیناً جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔ یہی لوگ ذلیل ترین لوگوں میں ہوں گے۔

وہ لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتراض کرتے ہیں آج انکو رسول کریم پر اعتراض کرنے والے بھی برا کہتے ہیں۔ آج عبداللہ بن اُبی بن سلول کو کون عزت سے یاد کرتا ہے۔

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ ○

اللہ نے حتمی طور پر مقرر کر دیا ہے۔ اٹل فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ وہ اور اس کے رسول غالب آئیں گے۔ یقیناً اللہ قوت والا اور غالب ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَیُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

تو کبھی ایسی قوم نہیں پا سکتا جو خدا اور یوم آخر پر ایمان رکھتی ہو۔ اور اس کی دوستی ایسے لوگوں سے ہو جو اللہ اور اس کے رسول کے دشمن ہوں۔ خواہ وہ ایسے لوگوں سے جو خدا اور اس کے رسول کے مخالف ہیں۔ وہ ان کے باپ ہی ہوں۔ یا بیٹے ہی ہوں۔ یا بھائی ہوں۔ یا ان کے رشتہ دار ہی ہوں۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان لکھدیا۔ اور انکو اپنے الہام کیساتھ

مدد دی اور ان کو جنتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہُوا۔ اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ یہ لوگ اللہ کا گروہ ہیں۔ سنو یقیناً اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہوگا +

اس آیت میں مومن کی علامت بتائی ہے۔ فرماتا ہے یہ ممکن ہی نہیں کہ مومن اس شخص کے ساتھ محبت اور دوستی کے تعلقات رکھ سکے۔ جو انبیاء اور ان کے سلسلہ پر اعتراض کرتا ہے۔ بھلا یہ کبھی ممکن ہے کہ جس شخص کے ہاتھ پر بیعت کی ہو پھر اسکے دشمن اور اس پر اعتراض کرنیوالے کے ساتھ بیٹھ سکے۔ اگر کوئی شخص ایسی مجلس میں بیٹھتا ہے اور دوسروں کو کہتا ہے کہ وہ شریر ہیں تو وہ جھوٹا ہے۔ اگر اس کے اندر ایمان ہوتا تو ممکن ہی نہیں تھا کہ ایسی مجلس میں بیٹھتا +

وَ اَیَّدَہُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡہُ ۔ چونکہ انہوں نے شیطانی وساوس کا انکار کیا جب ان کے سامنے رسول اور اس کے خلفاء پر اعتراض کئے گئے۔ وساوس ڈالے گئے تو انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ اور کہدیا ہم ان باتوں کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ تو ہم نے ان کے لئے فرشتے مقرر کئے جو ان کے اندر نیکیاں الہام کرینگے۔ ان کو الہام اور کشوف سے نیکیاں بتائیں گے +

کئی لوگ خواہش کرتے ہیں کہ ہم بھی رضی اللہ کا خطاب پانے والے لوگوں میں ہوں یہاں اللہ تعالیٰ بتاتا ہے کہ رضی اللہ کس طرح بنا کرتے ہیں۔ رضی اللہ وہ بنتا ہے جو جماعت کی حفاظت کرتا ہے سلسلہ اور نظام سلسلہ اور قوم کی عزت کی حفاظت کرتا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارا دنیا سے تعلق اور واسطہ نہیں۔ ہمارا واسطہ تو خدا سے ہے۔ اس لئے ہم دنیا کی پرواہ نہیں کرینگے۔ اس طرح جب وہ خدا کے سامنے اپنے آپ کو ڈالدیتے ہیں تو پھر خدا تعالےٰ ان سے راضی ہو جاتا ہے +

جب یہ رنگ مسلمانوں کے اندر پیدا ہو جائے کہ وہ منافقوں سے برملا کہدیں کہ ہمارا تم سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ ہم تمہاری باتیں سُننے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ تو پھر اس جماعت کو کوئی توڑ نہیں سکتا۔ کوئی انہیں شکست نہیں دے سکتا۔ یہی جماعت دنیا میں غالب ہوکر رہے گی +

سورۃ الحشر رکوع اوّل

(مورخہ ۱۹ جولائی ۲۷ء)

یہ سورۃ مدنی ہے۔ اس میں پہلی سورۃ کے مضمون کو جس میں منافقین کا حال بتایا تھا جاری رکھا ہے۔ اور بتایا ہے کہ کس طرح یہ لوگ ظاہر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے ہیں۔ اور باطن میں آپ پر اعتراض کرتے رہتے ہیں +

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ	میں اللہ کا نام لیکر شروع کرتا ہوں جو بے انتہا رحم کرنے والا اور بار بار مہربانی کرنے والا ہے +
سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ۚ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۱﴾	جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ وہ اللہ کی تسبیح کر رہا ہے۔ ذرہ ذرہ بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ

رحم کرنے والا ہے۔ وہ علیم ہے۔ خبیر ہے۔ قدیر ہے۔ حکیم ہے۔ ہر ذرّہ خدا کی قدرتوں پر اس کی صفات پر دلالت کر رہا ہے۔ یہاں خصوصیت سے دو صفات بیان کی ہیں۔ جو دُنیا کے پیدا کرنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ ایک صفت ان میں سے عَزِیۡزٌ ہے۔ اور دوسری حَکِیۡمٌ۔ عزیز میں تو یہ بتایا کہ اللہ ہر بات پر غالب ہے۔ ہر چیز اس کے قبضہ میں ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ شریروں اور نافرمانوں کو فوراً پکڑ لے۔ کیونکہ وہ حکیم بھی ہے۔ اس کا ہر کام حکمت پر مبنی ہوتا ہے اور ڈھیل دینے میں اچھا نتیجہ نکلتا ہے۔ تو ڈھیل دے دی جاتی ہے +

اکثر لوگ انبیاء کے مقابلہ میں اعتراض کیا کرتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو ہم جو تمہارا مقابلہ کرتے ہیں ہم کیوں نہیں فوراً تباہ ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بیشک ہم عزیز بھی ہیں۔ فوراً تباہ کر سکتے ہیں۔ مگر حکیم بھی ہیں تم کو ضد اور دشمنی میں ہماری ایک صفت تو یاد رہتی ہے مگر دوسری صفت حکیم ہونا بھلا دیتے ہو۔ ہمارا صرف یہی کام نہیں کہ ہر وقت اپنا غلبہ ہی دکھائیں بلکہ یہ بھی ہے کہ اگر کسی کو مہلت دینے میں فائدہ ہو تو ہم مہلت بھی دیتے ہیں +

ہُوَ الَّذِیۡۤ اَخۡرَجَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ مِنۡ دِیَارِہِمۡ لِاَوَّلِ الۡحَشۡرِ ؕؔ مَا ظَنَنۡتُمۡ اَنۡ یَّخۡرُجُوۡا وَ ظَنُّوۡۤا اَنَّہُمۡ مَّانِعَتُہُمۡ حُصُوۡنُہُمۡ مِّنَ اللّٰہِ فَاَتٰىہُمُ اللّٰہُ مِنۡ حَیۡثُ لَمۡ یَحۡتَسِبُوۡا ٭ وَ قَذَفَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمُ الرُّعۡبَ یُخۡرِبُوۡنَ بُیُوۡتَہُمۡ بِاَیۡدِیۡہِمۡ وَ اَیۡدِی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ٭ فَاعۡتَبِرُوۡا یٰۤاُولِی الۡاَبۡصَارِ ﴿۲﴾	وہ خدا ہی ہے جس نے ان لوگوں کو جو اہل کتاب میں سے کافر ہیں ان کے گھروں سے نکالا۔ پہلے حشر یعنی لڑائی کے موقعہ پر۔ تم یہ گمان نہیں رکھتے تھے کہ وہ نکل جائینگے اور ان کا گمان تھا کہ ان کے قلعے خُدا کے مقابلہ میں ان کو بچا لینگے پس خدا ان پر وہاں سے آیا جہاں سے ان کو گمان نہ تھا۔ اور ان کے دلوں میں رعب ڈالا وہ اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے اور مومنوں کے ہاتھوں سے ویران کرتے ہیں پس اے عقلمندو تم عبرت حاصل کرو +

یہ خدا تعالیٰ نے اپنے عزیز ہونے کا ثبوت دیا ہے کہ وہ خدا ہی ہے جس نے اہل کتاب میں سے کفار کو نکالا۔ یہاں فرمایا ہے۔ اہل کتاب میں سے کفار کو نکالا۔ باوجود اس آیت کے آج مسلمانوں میں خیال پیدا ہو گیا ہے کہ کافر کا لفظ صرف مشرکوں پر بولا گیا ہے۔

لِاَوَّلِ الۡحَشۡرِ پہلے حشر کے موقعہ پر۔ لام بمعنے فی بھی آتا ہے۔ اور لام بمعنی عندا کے بھی آتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ معنے ہوئے کہ وہ خدا ہی ہے۔ جس نے پہلی دفعہ کے ہجوم کے موقعہ پر اُن کو نکالا یا لڑائی کے موقعہ پر نکالا۔ اور ایسی حالت میں نکالا۔ جبکہ تمہیں قطعاً یہ گمان نہ تھا کہ یہود جیسی زبردست قوم نکل جائیگی۔ یہود عرب میں زبردست خیال کئے جاتے تھے۔ ان کے ہتھیار اعلےٰ درجہ کے ہوتے تھے ہنر میں زیادہ بڑھے ہوئے تھے۔ ان کا نظام بھی مضبوط اور اعلیٰ تھا۔ اور تعلیم بھی رکھتے تھے۔ وہ گویا مدینہ کے ہندو تھے۔ مگر ہندوستان کے ہندوؤں اور ان میں یہ فرق تھا۔ کہ وہ بُزدل نہ تھے۔ بلکہ بہادر تھے۔ اس لئے یہ وہم

ہیں بھی نہ آسکتا تھا کہ وہ مدینہ سے نکل جائیں گے۔ ان کا عرب کے قبائل میں رہنا۔ اور عزت سے رہنا ہی بتاتا ہے کہ وہ بہادر قوم تھی۔ یہودیوں کے رعب اور عزت کی وجہ سے بعض مشرک یہ نذر مانا کرتے تھے کہ ہمارے ہاں جو بچہ ہوگا۔ اسے یہودی بناویں گے۔ چنانچہ وہ یہودیوں کے سپرد اپنے بچے کر دیتے + مہاجرین پر بھی آخر مدینہ کے لوگوں کے خیالات کا ہی اثر پڑتا تھا جب مدینہ کے لوگوں سے سُنتے رہتے کہ یہود نظام میں طاقتور ہیں اور بڑے زبردست ہیں۔ تو مسلمانوں کو گمان بھی نہیں ہوسکتا تھا۔ کہ اس کمزوری اور ابتدا کے زمانہ میں وہ یہود کا مقابلہ کر سکینگے۔ اور ادھر یہود کو بھی اپنی طاقت۔ نظام۔ بہادری اور قلعہ پر گھمنڈ تھا۔ ان کو بھی یقین تھا کہ مسلمان ہمارا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے یہود کو وہاں سے نکلوا دیا۔ یہاں فرمایا ہے کہ یہود کو خیال تھا کہ ان کے قلعے اللہ کے مقابلہ میں بچا لینگے۔ حالانکہ یہود اللہ تعالےٰ کو مانتے تھے۔ ان میں انبیاء آتے رہے ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض دفعہ مخاطب کی بات کا نتیجہ اس طرح بیان کر دیا جاتا ہے کہ گویا وہ نتیجہ مخاطب نے خود ہی بیان کیا ہے۔ بولنے والے کے الفاظ نقل نہیں کئے جاتے بلکہ اس کے کلام کا مفہوم اور نتیجہ بیان کیا جاتا ہے۔ چونکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کیطرف سے تھے اور آپ کا مقابلہ خدا تعالیٰ کا مقابلہ تھا۔ اس لئے بیان فرمایا کہ جب یہود سمجھتے ہیں کہ خدا کے مقابلہ میں اُن کے قلعے ان کی حفاظت کر سکینگے مگر ان کا یہ خیال غلط تھا +

فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا۔ پس اللہ تعالےٰ ان پر وہاں سے آیا جہاں سے اُن کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ یعنی ان پر عذاب الٰہی آیا۔ اللہ تعالےٰ کے آنے سے مُراد ایسا عذاب ہے جس کا وہم و گمان نہ ہو۔ اس میں بہائیوں کا رد ہے بہائی کہتے ہیں۔ اللہ کے آنے سے مُراد یہ ہے۔ کہ ایسا انسان آئے گا۔ جو خدا ہوگا اور وہ بہاء اللہ ہے مگر یہاں صاف ظاہر ہے۔ کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا آنا عذاب الٰہی کا مترادف ہے اور یہ قرآنی محاورہ ہے کہ ایسا عذاب جس میں انسانی دخل نہ ہو۔ اسے اللہ تعالےٰ کا آنا کہا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے بہاء اللہ کو بھی ہم اس آیت کا مصداق مان سکتے ہیں۔ کہ وہ بھی خدا کا عذاب ہی تھا +

وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ۔ اس میں فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ کی تشریح کر دی کہ اللہ تعالےٰ کے آنے سے یہ مُراد ہے کہ اُن کے دلوں میں رعب ڈال دیا +

يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ

جب یہود کی مسلمانوں سے جنگ ہوئی تو مغلوب ہونیکے بعد کچھ تو انہوں نے اپنے ہاتھوں اپنے گھروں کو تباہ کیا۔ اور کچھ مسلمانوں کے ہاتھوں تباہ کرایا +

وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝

اور اگر ان پر جلاوطنی مقدر نہ ہوتی تو اللہ تعالےٰ انہیں قریب ہی کے عرصہ میں تباہ کر دیتا + دنیا سے مُراد آیندہ زمانہ کے مقابلہ میں قریب کا زمانہ ہے +

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے خدا اور اس کے رسول کی مخالفت کی۔ اور جو اللہ کی مخالفت کرتا ہے۔ اللہ اسے سخت عذاب دیتا ہے +

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝

تم نے جو کھجور کے درخت کاٹے یا ان کو انکی جڑوں پر قایم رہنے دیا۔ تو اللہ تعالیٰ کے اذن سے تھا اور اس لئے کہ تا وہ نافرمانوں کو ذلیل کرے +

عیسائیوں نے مسلمانوں پر اعتراض کیا ہے کہ انہوں نے کھجوروں کے باغ کاٹ ڈالے جو تہذیب کے خلاف ہے۔ حالانکہ ہر قوم کا قاعدہ ہے کہ جب کوئی قوم قلعہ بند ہو جائے تو ایسے سامان اختیار کئے جاتے ہیں۔ جو ان کو قلعہ سے باہر نکلنے پر مجبور کریں چنانچہ یورپ میں اب بھی ایسا ہوتا ہے +

پُرانے زمانہ میں دستور تھا کہ قلعہ والے لوگ تین چار سال کا غلہ جمع کر چھوڑتے جب کوئی دشمن محاصرہ کرتا تو قلعہ کے اندر بند ہو جاتے اور جب دیکھتے کہ دشمن غافل ہے اسوقت چھاپہ مارتے۔ اور محاصرین کئی کئی ماہ تک باہر پڑے رہتے۔ اس وجہ سے وہ ایسی صورت اختیار کرتے کہ جس سے قلعہ بند کو قلعہ سے باہر نکلنا پڑتا۔ مثلاً باہر کی جائیدادیں تباہ کرنی شروع کر دیتے۔ محاصرین ایسی باتوں پر مجبور ہوتے۔ جب کوئی قوم حملہ آور ہوگی اور جنگ کریگی۔ تو ایسی باتوں پر عمل کرنے کے لئے مجبور ہوگی۔ جن سے دشمن مغلوب ہوسکے۔ ہاں اگر یہ سوال اُٹھایا جائے کہ جنگیں ہی نہیں کرنی چاہئیں تو علیحدہ امر ہے +

چونکہ آیندہ زمانہ میں مسلمانوں پر یہ اعتراض ہوتا تھا۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے اسے اپنے ذمہ لیا کہ ہم نے اس کا حکم دیا تھا کیونکہ ہم جانتے تھے کہ اس کے بغیر وہ قلعہ سے باہر نہیں نکلینگے اور مسلمانوں کو تنگ کریں گے +

دوسرے یہ کہ انسانی جان کے مقابلہ میں کھجور کے درختوں کی حقیقت ہی کیا ہے۔ جب حکومت کا معاملہ ہو اور انسانی جانوں کی حفاظت کا سوال ہو تو کھیت اور باغات کیا حقیقت رکھتے ہیں +

اسلامی تاریخ میں یہ واقعہ نہایت اہم ہے جس کا ذکر ان آیات میں کیا گیا ہے جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو آپ نے یہود کے ساتھ معاہدہ کیا کہ اگر ہم پر یا تم پر حملہ ہو تو کوئی دشمن کو مدد نہ دے گا۔ ایک شق معاہدہ کی یہ بھی تھی کہ اگر مدینہ سے باہر کی کوئی قوم حملہ آور ہو تو خواہ کسی پر حملہ ہو۔ ایک دوسرے کی مدد کریں گے اور اگر غلطی سے کسی کا کوئی آدمی کسی سے مارا جائے تو ایسی صورت میں سارے ملکر دیت ادا کریں گے تا آپس میں موانست رہے۔ اور سیاسی طور پر ایک دوسرے کا ہاتھ بٹاتے رہیں۔ یہود نے بدر کے بعد تو مسلمانوں سے تعلقات اچھے رکھے لیکن اُحد کے موقعہ پر جب مسلمانوں کو نقصان پہنچا۔ تو ان کو بھی مخالفت کرنے کی جرأت پیدا ہو گئی۔ کعب بن اشرف ایک شخص مکہ گیا اپنے ساتھ چالیس آدمیوں کو لے کر۔ اور وہاں کے لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف اُکسایا کہ بدلہ لو۔ اس کے بعد اردگرد کے لوگوں کو بھی یہود متواتر اُکساتے رہے حتّٰی کہ ایک مسلمان مارا گیا۔ جسکی دیت کا حسب معاہدہ مطالبہ کیا گیا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہود کے محلہ میں گئے تو آپ پر چکی کا پاٹ گرانے کی سازش کی گئی۔ مگر انہی میں سے ایک نے آپ کو بتا دیا۔ اور آپ وہاں سے چلے آئے۔ اسی طرح یہود نے اور بھی شرارتیں کیں۔ اس وجہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا

اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہیں۔ نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

ہندوستان کی خبریں

—— لاہور ۲۸ر نومبر۔ آج مسٹر بلیکر ایڈیشنل سیشن جج نے خواجہ عبدالرحمان غازی اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا مرافعہ نامنظور کر دیا۔ اطلاع ملی ہے۔ کہ ڈاکٹر شیخ محمد عالم صاحب اس فیصلہ کے خلاف عدالت عالیہ میں نگرانی کی درخواست کریں گے۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ سر محمد شفیع پانچہزار روپیہ ماہوار مشاہرہ پر والئے ریاست خیرپور کے قانونی مشیر بنائے جائینگے آپ ریاست بہاولپور کے بھی مشیر قانونی ہیں۔ وہاں سے انہیں دو ہزار روپیہ ماہوار ملتا ہے۔

—— لاہور ۲۸ر نومبر۔ آج مسٹر فیلیوکس سٹی مجسٹریٹ کی عدالت میں مسٹر دالے ایڈیٹر "ٹریبیون" کے خلاف زیر دفعہ ۲۹۲ تعزیرات ہند اخبار ٹریبیون کی ایک اشاعت میں ایک اشتہار بعنوان "سیکس بک" شائع کرنے کے الزام میں مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی تھی۔ مگر مقدمہ آئیندہ پیشی پر ملتوی کر دیا گیا ہے۔

—— لاہور ۲۸۔ نومبر۔ آج مسٹر ٹیپ سیشن جج کی عدالت میں لالہ شام لال کپور ایڈیٹر "گورو گھنٹال" کی درخواست ضمانت کی سماعت ہوئی۔ عدالت نے درخواست ضمانت نامنظور کر دی ہے۔

—— جدید دہلی ۲۸۔ نومبر۔ دہلی کے مقدمات فساد کی عنقریب سماعت شروع ہوگی۔ مسٹر ... ایشور مجسٹریٹ درجہ اول شملہ رخصت سے واپسی پر مقدمات فساد کی سماعت کریں گے جو غالباً مرکزی جیل کے اندر شروع ہوگی۔

—— دہلی ۲۸۔ نومبر۔ دیوان ٹیک چند مرحوم کی جگہ مسٹر اے لطیفی ڈپٹی کمشنر کرنال انبالہ ڈویژن کے کمشنر بنائے گئے ہیں

—— گورنر باجلاس کونسل نے مہوا نانند دہلوی کا پوسٹر موسومہ ینگ آشرم ضبط کر لیا ہے۔

—— سٹی مجسٹریٹ کراچی نے شیخ محمد امین المعروف ساگر چند بیرسٹر کے مقدمہ میں فیصلہ سنا دیا ہے۔ اسے ایک سال کے عرصہ کے لئے پانچہزار روپیہ کا مچلکہ اور اتنی اتنی رقم کے دو ضامن پیش کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

—— سنا ہے۔ کہ عبدالرشید کی قبر پر اول روز سے چار کنسٹیبلوں کا پہرہ رہتا ہے۔ اور جب تک قبر پختہ نہ ہو جائیگی اس وقت تک برابر پہرہ رہیگا۔

—— بمبئی ۲۸۔ نومبر۔ بلدیہ بمبئی نے شاہ افغانستان کی تشریف آوری پر سپاسنامہ پیش کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

—— نئی دہلی ۲۸۔ نومبر۔ مہاراجہ پٹیالہ نے بحیثیت نمائندہ والیان ریاست ہزایکسلنسی وائسرائے ہند کو ایک برقی پیغام بھجوایا ہے۔ جس میں وائسرائے کی تقریر اور حکومت کے فیصلہ کا حوالہ دیتے ہوئے آپ نے حکومت برطانیہ کے اس فیصلہ کا شکریہ ادا کیا ہے۔ جو اس نے والیان ریاست کے آئندہ تعلقات کے متعلق ماہرین کا ایک کمیشن مقرر کرنے کے لئے کیا ہے۔ اور وائسرائے ہند سے درخواست کی ہے۔ کہ وہ ان کی جانب سے ملک معظم کا شکریہ بھی ادا کر دیں۔

—— لاہور ۳۰۔ نومبر۔ آج مسٹر ای۔ ایچ۔ لنکن ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے سردار جاپان سنگھ۔ سابق پروفیسر خالصہ کالج امرتسر کو ۷۔ ماہ قید باشقت اور ۵۰۰ روپیہ جرمانہ کی سزا کا حکم سنایا۔ سردار صاحب کے خلاف الزام یہ تھا۔ کہ انہوں نے آئی سی ایس کے امتحان مقابلہ کے لئے سند پر اپنی تاریخ پیدائش تبدیل کر لی تھی۔

—— لاہور ۳۰۔ نومبر آج مسٹر ٹیپ سیشن جج نے حسین بخش قیدی سنٹرل جیل کو پھانسی کی سزا کا حکم سنایا۔ ملزم کے خلاف الزام یہ تھا۔ کہ اس نے چھ ماہ یا ۷۔ ماہ ہوئے۔ دیویدیال وارڈر کو لوہے کی سلاخ سے مارا جس سے دیویدیال مر گیا۔

—— سرینگر ۲۸۔ نومبر۔ مہاراجہ کشمیر نے ایک اعلان کے ذریعے آئندہ سال کے شروع سے اجاروں کے ختم ہونے پر تمام ان پلوں کا محصول آمد و رفت معاف کر دیا ہے۔ جن میں انگریزی حکومت کا کوئی تعلق نہیں۔

—— اجمیر ۲۸۔ نومبر۔ کل رات سرلوگی کی پنچایت میں شادی بیوگان کے مسئلہ پر اختلاف رائے پیدا ہوا۔ اور نوبت یہاں تک پہونچی۔ کہ لاٹھی چل گئی۔ بعض اشخاص نے چاقوؤں کا استعمال بھی کیا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک آدمی شدید زخمی ہوا

—— نئی دہلی ۳۰۔ نومبر۔ ۱۱۔ دسمبر کو بوقت ۳ بجے بعد دوپہر دفتر لیگ واقعہ کوچہ بلی ماراں میں آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کا اجلاس قرار پایا ہے۔ اس میں آل انڈیا مسلم لیگ کے آئندہ سالانہ اجلاس کے لئے انتخاب صدر کے مسئلہ پر غور کیا جائے گا۔

—— لاہور ۲۹۔ نومبر۔ آج لاہور ہائیکورٹ میں میسرز جسٹس ایڈیسن اور جسٹس کولڈ سٹریم پر مشتمل ڈویژن بنچ کے روبرو فیروزالدین عرف فوجا جسکو کہ مسٹر ٹیپ سیشن جج نے رنگ محل میں مانک چند کو قتل کرنے کے جرم میں سزائے موت کا حکم سنایا تھا۔ اپیل کی سماعت ہوئی۔ ڈاکٹر محمد عالم اپیلانٹ کی طرف سے پیروکار تھے۔
ڈاکٹر صاحب کی تقریر کے بعد فاضل ججان نے سرکاری وکیل کی دلائل سننے کے بغیر ہی اپیل خارج کر دی۔

—— مدراس ۲۹۔ نومبر۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کڑاپہ کا تخمینہ ہے۔ کہ حال ہی میں جو طوفان باد آیا تھا۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا ہے۔ کہ ۴۰۵ اشخاص ہلاک ہوئے جن میں ۴۵ افراد کی موت مکانات کے انہدام سے ہوئی۔ ان مکانوں پر درخت گرے تھے۔ اس کے علاوہ ۳۱۵ ہل چلانے والے بیل ۲۲۳ گائیں ۵۷۶۷ بھیڑیں ۱۸۰۴ بکریاں لقمۂ اجل ہو گئیں۔ مویشیوں کے کل نقصان کے اندازہ کی قیمت ۴۹۸۰۷ روپیہ ہے۔ اس طوفان باد سے ۴۹۹۰ پرائیویٹ مکانات منہدم ہوئے۔

—— مہاراجہ صاحب کپورتھلہ نے خیراتی کاموں کے لئے ۲۶۔ نومبر کو اپنی گولڈن جوبلی کے موقعہ پر دو لاکھ روپیہ کا دان کیا۔

ممالک غیر کی خبریں

—— قسطنطنیہ ۲۷۔ نومبر۔ حال ہی میں ایک اطالوی جہاز مرسیلز سے روانہ ہوا۔ ترکوں کے ایک جہاز سے اس کا تصادم ہوا۔ اور اس کا تمام عملہ غرق ہو گیا۔ ترکی فوجداری حکام کے حکم سے کپتان جہاز کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ان کا خیال ہے۔ کہ اس کی غلطی سے یہ حادثہ ہوا۔

—— لنڈن ۲۹۔ نومبر۔ اعلان شائع ہوا ہے۔ کہ حزب العمال کے رکن مسٹر واش کمیشن میں شامل ہونے سے معذور ہیں۔ ڈاکٹروں کی رائے ہے۔ کہ ان کا اتنا عرصہ ہندوستان رہنا ان کی صحت کو نقصان پہونچائے گا۔
حزب العمال نے مسٹر ورنان ہارٹ سارن کو نامزد کر دیا ہے

—— سپین ۲۸۔ نومبر کو تمام سپین ایک انقلاب انگیز سازش کا انکشاف ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں کئی گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں۔ رائفل اور دیگر ہتھیار بھی بھاری مقدار میں پکڑے گئے ہیں۔ وزارت داخلہ کا خیال ہے۔ کہ انقلاب پسندوں کو کامیابی کی بہت کم امید ہے۔

—— پیرس ۲۸۔ نومبر۔ الجزائر میں شدید سیلاب آیا۔ وشہر مستغنم میں ساٹھ یورپین اور یکصد دیسی باشندے ہلاک ہو گئے۔ پیرو گاکس کے مقام پر ایک بند ٹوٹ گیا۔ بند ٹوٹنے سے جو پانی کی رو آئی۔ تو بڑی بڑی عمارتوں کو خس و خاشاک کی طرح بہا لیگئی۔ گھروں کے اندر پانی چھ چھ فٹ چڑھ گیا۔ رو کی قوت سے ریلوے پچی ہو گئیں۔ لوگ بھوکے مر رہے ہیں۔ ٹرینوں میں باہر سے لا کر خوراک بہم پہونچائی جاتی ہے۔ حوران لائن کا ایک حصہ بہ گیا ہے۔ جو بچے گاڑیوں میں بند ہیں۔ ان کے لئے دودھ بہم پہونچانے کی سخت کوشش ہو رہی ہے۔

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)